



# محفوظ اور ہم آہنگ پاکستان

پاکستان سے انتہا پسندی کے خاتمے کا جامع خارک



PAK INSTITUTE FOR PEACE STUDIES (PIPS)

# محفوظ اور ہم آہنگ پاکستان

پاکستان سے انتہا پسندی کے خاتمے کا جامع خاکہ

## فہرست

تعارف | 3

پس منظر | 8

انسدار اور انٹھا پسندی پلیسی کے اہم اجراء | 10

سفرائشات | 23

مباحثہ | 41

## تعارف

ایک محفوظ پاکستان کار از اس کے نوع میں پوشیدہ ہے۔ انتہا پسند رویوں کا تدارک مذہبی، سماجی اور ثقافتی ادارے ممکن ہے انہی اقدار سے رجوع اور فروغ سے عسکریت پسندی کا توڑ ممکن ہے۔ انتہا پسندی کی لہر نے پاکستان کے نوع اور ہم آہنگی کو نقصان پہنچایا ہے حتیٰ کہ مختلف ممالک کے علمائیں اس سے محفوظ نہیں ہیں۔ انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے ایک ایسی حکمتِ عملی بنانے کی ضرورت ہے جو انتہا پسند سوچ اور رویوں کے ساتھ ساتھ ایسے افراد اور گروہوں کو بھی راہ راست پر لائے جو ایسی فکر کو مہیز کرتے ہیں اور عسکریت پسندوں کے معاون ہیں۔ عسکریت پسندوں کا مقابلہ صرف جنگ سے نہیں بلکہ فکری مجاہدوں پر بھی کیا جانا چاہئے۔ جو عسکریت پسند اپنے کئے پر نادم ہوں ان کی واپسی اور بھالی کے لئے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ مدارس میں فرقہ پرستی اور تقسیم کرنے والے رویوں اور تعییم کی حوصلہ ٹکنی کی جائے اور اس کے ساتھ عمومی تعلیم کے اداروں میں انسداد انتہا پسندی کے لئے طباء و طالبات میں برداشت اور بقاۓ بآہی کو فروغ دیا جائے۔ خواتین کے حقوق کی ضمانت کے ساتھ مقامی شاقتوں کو اظہار کے بھرپور موقع دئے جائیں۔ اس طرح نوع ایک ثابت قدر بن کر ابھرے گا اور معاشرے میں بقاۓ باہمی کا لکھ پروان چڑھے گا۔

پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز کی جانب سے مندرجہ بالاسفارشات، قوی سطح کے ان دس مکالموں کے بعد سامنے آئی ہیں جن کا مقصد انتہا پسندی کے خلاف حکمتِ عملی مرتب کرنا تھا۔ ان مباحثت میں کئی اہم نکات کی نشاندہی ہوئی ہے جن کے بارے میں پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز اصرار کرتا ہے کہ اگر ان کو عملی جامہ پہنایا جائے تو پاکستان سے انتہا پسندی کا خاتمہ ممکن ہے۔ پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز کی یہ کاؤش گزشتہ سالوں میں کی جانے والی کوششوں سے مربوط ہے جن کا مقصد پاکستان میں انتہا پسندی کے مظہر کو سمجھنا، اس کے عسکریت پسندی سے تال میل، ہمارے عمومی رویوں میں عدم برداشت کا در آنا، بڑھتی ہوئی مسلکی تقسیم اور انتہا پسندی کا تدارک رہا ہے۔ حالیہ کوشش 2016 میں پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز کے پلیٹ فارم سے ماہرین کی ان سفارشات پر استوار تھی جس میں پاکستان میں انسداد انتہا پسندی کے لئے مجوزہ فریم ورک پیش کیا گیا تھا۔ کئی سرکاری اداروں کی طرف سے بھی ایسی سفارشات سامنے آتی رہی ہیں لیکن اس میں مسئلہ یہ در پیش رہا ہے کہ ان سفارشات کو عملی جامہ کیسے پہنایا جائے۔ پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز کی یہ کاؤش اس لئے منفرد ہے کہ اس میں رد انتہا پسندی کے لئے باقاعدہ عملی طریقہ کار تجویز کیا گیا ہے۔ سفارشات کو حکمتِ عملی میں ڈھانے کے لئے پارلیمنٹ سے لے کر ضلعی سطح تک اقدامات تجویز کئے گئے ہیں۔

ان مباحث میں شرکاء اس بات پر متفق پائے گئے کہ آئین پاکستان ہی ایک ایسی دستاویز ہے جو کہ انسداد انتہا پسندی کے لئے فکری اور عملی رہنمائی کر سکتی ہے۔ ان مشاورتی مباحثوں میں اس بات پر تشویش ظاہر کی گئی کہ صرف طاقت کے استعمال کو ہر مسئلے کا حل سمجھ لیا گیا ہے۔ ماہرین کا خیال تھا کہ اس قسم کے اقدامات صرف وققی ثابت ہوتے ہیں۔ مشاورتی اجلاسوں میں اس بات پر زور دیا گیا کہ انسداد انتہا پسندی کی کوئی بھی حکمت عملی صرف اسی صورت کا گر ہو گی جب سو لیئن قیادت اس کی ذمہ اوری اپنے کاندھوں پر لے کر سول اداروں کو اس قابل بنائے کہ وہ انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے قائدانہ کردار ادا کر سکیں۔ پارلیمنٹ مگر انی کرتے ہوئے ان پالیسیوں کا جائزہ لے جو کہ عسکریت پسندی کے خاتمے میں مدد گار ہو سکتی ہیں۔ پہلے سے موجود قوانین کو مؤثر بنایا جائے۔ وفاقی حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ وہ انصاف کی فراہمی کے نظام کو پائیدار بنائے۔

### انسداد انتہا پسندی حکمتِ عملی کے اہم نکات:

- پر تشدد انتہا پسندی کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ریاست اس مسئلے پر دوڑک موقوف نہیں اپناتی۔ تمام اداروں اور صوبوں کی مؤثر شمولیت کے بغیر یہ کوششیں نتیجہ خیز نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے ریاست سنجدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیشنل ایشن پلان 2015 پر عمل درآمد کرے۔
- انسداد انتہا پسندی کے لئے حکومت اپنی اب تک کی کا کردگی کا تقدیمی جائزہ لے۔
- رہ انتہا پسندی کی بحث، زیادہ تر دہشت گردی کے خاتمے کے ارد گرد گھومتی ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں ان مظاہر پر توجہ نہیں دی جاتی جو کہ بلا واسطہ یا بلا واسطہ طور پر پر تشدد رویوں اور عدم برداشت کے فروغ کا باعث بن رہے ہیں جو بعد ازاں دہشت گردی کی وجہ بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے ریاست کی کوششیں نتیجہ خیز نتائج نہیں ہو سکتیں کیونکہ وہ درورس نہیں ہوتیں۔
- انسداد انتہا پسندی کے لئے ایک کار گر حکمتِ عملی کہیں موجود نہیں ہے۔ جس کی بڑی مثال نیشنل ایشن پلان ہے جو صرف فوجی آپریشنز کے ارد گرد گھومتا نظر آتا ہے اور اس کے نفاذ کی ذمہ داری بھی عسکری اور نیم عسکری اداروں کے پاس ہے۔ اس لئے نیشنل ایشن پلان کا ازالہ نوجائزہ لے کر پر تشدد انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے مزید ضروری اقدامات اٹھائے جانے کی ضرورت ہے۔

- رو انہتا پسندی کے لئے جو بھی ضروری اقدامات اٹھائے جائیں ان میں سول اداروں کا قائدانہ کردار ہونا چاہئے۔ سیکورٹی پالیسی کی تشكیل پارلینٹ کرے۔ عسکریت پسندی کے تدارک کے لئے قانون نافذ کرنے والے ادارے ہر اول دستے کا کردار ادا کریں۔
- ماضی کی ان کوتاہیوں اور لغزشوں کا اعتراف کیا جائے جن سے عسکریت پسندی نے جنم لیا۔ قوم کو درپیش سنگین سیاسی و فکری مسائل پر ملک گیر مکالے کی ضرورت ہے جس کی روشنی میں ایک ”بیشتر چارٹر آف پیس“ جاری کیا جائے۔ پارلینٹ بھی اس جانب پیش رفت کر سکتی ہے۔
- ملک میں کسی بھی مسئلے کے حل کے لئے آئین پاکستان سے ایک رہنماد تاویز کے طور پر رہنمائی لی جائے۔ بالخصوص آئین کی وہ دفعات جن میں مذہبی اقلیتوں کو ثانوی درجے کا شہری قرار دیا گیا ہے ان دفعات پر نظر ثانی کی جائے بالکل اسی طرح جیسے ماضی میں آئین میں ترا میم کی جاتی رہی ہیں۔
- ریاست کی کسی صورت کوئی مذہبی یا نسلی شناخت نہیں ہوتی کیونکہ پاکستان مختلف مذاہب، نسلوں اور شقائقوں کا حامل ملک ہے۔
- انصاف کا نظام مؤثر بنایا جائے۔ بالخصوص خلی سطح پر جو مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے کیونکہ انصاف کی عدم فراہمی غصے کو جنم دیتی ہے اور انہتا پسند تنظیمیں اسے بھرتی کے ایک اہم عامل کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ جب انصاف پر منی نظام قائم ہو گا تو انہتا پسندوں کو پر اپیگنڈہ کرنے کا موقع بھی نہیں ملے گا اور وہ عام آدمی کی ہمدردیاں بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔
- کریمینل جیسے سسٹم کے از سر نوجائزے کی ضرورت ہے اور اس کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔
- انسداد انہتا پسندی کی کسی بھی حکمتِ عملی میں انظر نیٹ پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے جہاں پر نو خیز ڈھنوں کو انہتا پسندی کی جانب مائل کیا جا رہا ہے۔

- پاکستان کے غیر مسلموں کو بھی پاکستان کا مساوی شہری تسلیم کیا جائے۔ غیر مسلموں کو بھارت یا مغرب کے ساتھ نتھی کرنا تاریخی حقائق سے آنکھیں موڑنا ہے۔ وہ اس دھرتی کے باشندے ہیں۔ اس خطے میں ان کی خدمات تاریخ پاکستان کا قیمتی لاثا ہیں۔

- مقامی ثقافت کو کسی صورت محدود نہ کیا جائے۔ نہ ہی مقامی شاخیں کسی تنازعہ کا باعث بن سکتی ہیں۔ کسی روایت یا منفی رواجوں کی بنیاد پر عورتوں پر تشدد کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

### پیش رفت کیسے کی جائے؟

- انتہا پسند اپنے جواز کی دلیل مذہب سے کشید کرتے ہیں ان کا اثر مذہبی دلیل سے ہی زائل کیا جاسکتا ہے۔ مذہبی طبقے کے لئے یہ ایک فکری اور علمی چیز ہونا چاہئے کہ معاشرے کو انتہا پسندی سے کیسے محفوظ کیا جائے۔

- جو عسکریت پسند تشدد کارستہ ترک کر کے واپسی کے خواہش مند ہوں ان کی بحالی آئین کے دائرہ کار میں ہو۔

- بلوچ علیحدگی پسندوں اور اسلامی عسکریت پسندوں کا معاملہ الگ الگ ہے۔ بلوچ علیحدگی پسندوں کی بنیادی وجہ معاشی اور عسکری ہے اس لئے اس کا حل بھی سیاسی ہونا چاہئے۔ جیسا کہ نیشنل ایکشن پلان میں تجویز کیا گیا ہے۔

- اگر تمام شہریوں کے ساتھ بلاحال ایضاً عقیدہ مساوی سلوک کیا جائے تو عسکریت پسندی کی فکر کو پہنچ سے روکا جاسکتا ہے۔

- تعلیمی اصلاحات کے سلسلے میں نصاب کا از سر نوجوانوں کا دنیا زندگی کی ضروری ہے۔ تعلیمی اداروں میں پھیلنے والے انتہا پسند رویوں کا تعلق نصاب سے بھی ہے اور نوجوانوں کا دنیا کو دیکھنے کا رو یہ انتہا پسندوں سے مختلف نہیں ہے۔

- ایک ایسے فریم ورک یا بیانے کی ناگزیر ضرورت ہے جو کہ تمام شہریوں کے ساتھ ان کی نسل، عقیدے یا علاقت کی بنیاد پر نہیں بلکہ بطور پاکستانی مساوی سلوک کرے۔ نصاب میں آئین کو مأخذ بنا کر مساوی شہریت کے مضامین شامل کرنے جائیں۔

- میڈیا کرشل ازم کی دوڑ میں ہے اس لئے میڈیا کے لئے ایسے ضابطے بنائے جائیں جس میں وہ انتہا پسندی کے فروع نہیں بلکہ اس کے خاتمے کے لئے کام کر سکے۔

- شفافیت و سماجی تنوع کو فروغ دے کر انتہا پسند روپوں کو روکا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے قومی اور صوبائی سطح پر شفافیت پالیسیاں لائی جائیں جن میں تسلیم شدہ عالمی انسانی اقدار جھلکتی ہوں، جن کی آبیاری کا پاکستان نے عالمی سطح پر عزم کر رکھا ہے اور صفائی مساوات جس کا بنیادی اصول ہے۔ قومی سطح پر ایک ”کلچرل نیشنل ایکشن پلان“ تشكیل دیا جائے جو بلا تخصیص رنگ و نسل پاکستان کے قومی اور مقامی شفافیت رنگوں کو اجاگر کرے۔
- پاکستان کا تعلیمی نظام طبقاتی ہے جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ نصابی اصلاحات کے ساتھ ساتھ مختلف طبقوں کے سکولوں (مذہبی، پرائیویٹ اور سرکاری) کو ایک مریبوتر یگو لیشن فریم ورک میں لاایا جائے۔
- نوجوان ملک کا اکثریتی طبقہ ہیں ان کو جب اپنے خوابوں کی تعبیر نہیں ملتی تو وہ عسکریت پسندوں کے جاں میں پھنس جاتے ہیں ان کو باہمی میں جوں کے موقع فراہم کئے جائیں اور کھلیوں اور ہم نصابی سرگرمیوں کو بڑھایا جائے۔ انسداد انتہا پسندی کے لئے انٹرنیٹ پر نظر رکھی جائے کیونکہ یہاں متنوع انتہا پسند گروہ سرگرم عمل ہیں۔
- پاکستان کے تمام علاقوں میں قانون کی عمل داری یقینی بنائی جائے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جو علاقے مرکزی انتظامی دھارے سے الگ ہیں وہاں عسکریت پسند اپنی پناہ گاہیں بنائیتے ہیں اس کی مثال فتاہ ہے اس لئے ایسے علاقوں کو مرکزی انتظامی دھارے میں لاایا جائے۔
- عسکریت پسندی سے متاثرہ علاقوں خصوصاً فناوں اور غیرہ میں جو سکول عسکریت پسندوں کا نشانہ بنے ان کی تعمیر یقینی بنائی جائے اور بالخصوص بچیوں کے سکولوں کی بحالی اور ان کی تعلیم پر توجہ دی جائے۔

## پس منظر

2017 کی ابتداء میں پاک انٹریوٹ فار پیس اسٹڈیز نے انسداد انہاپنڈی کے لیے نیچے جدول میں دیے گئے دس مختلف موضوعات پر قومی سطح کے مشاورتی اجلاس منعقد کیے۔ یہ موضوعات ثافت کی بھالی سے لے کر نیشنل ایشن پلان پر عملدرآمد تک مختلف موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ تمام موضوعات کا تعلق ایک طرح سے ان اقدامات سے تباہن سے ملک میں انہاپنڈی کے امکانات محدود کرنے جاسکیں۔

ہر مشاورتی اجلاس میں موضوع کی مناسبت سے نامور ماہرین نے شرکت کی۔ مثال کے طور پر تعلیمی اصلاحات کے موضوع پر مشاورتی ورکنگ گروپ میں دیگر ماہرین کے ساتھ ساتھ ماہرین تعلیم، اسنادہ کرام، تعلیم کے لیے سرگرم اداروں کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔ ہر گروپ کے ارکان پالیسی سازی کا وسیع تجربہ رکھنے والے تھے۔

مشاورت کے یہ موضوعات بڑی حد تک پاک انٹریوٹ فار پیس اسٹڈیز کے 2016 کے انسداد انہاپنڈی کے مجوزہ فریم ورک سے اخذ کیے گئے۔ یہ ماذل بھی پاک انٹریوٹ فار پیس اسٹڈیز کی نیاد سے لے کر تاحال ادارے کے انسداد انہاپنڈی پر تجربات سے تفصیل دیا گیا تھا۔ وہ تجربات ان مفکریں، ماہرین اور کہنہ مشق سکارز کے ساتھ بحث و تمحیص کے بعد سامنے آئے کہ پاکستان کا انسداد انہاپنڈی ماذل کیا ہو۔

اگلے مرحلے میں پاک انٹریوٹ فار پیس اسٹڈیز نے پاکستان کے لئے انہاپنڈی کے خاتمے کے جامع خاکے (مخصوص ماذل) کے لیے سفارشات تجویز کی ہیں ان پر مربوط غور کیا جائے اور سب سے اہم کہ ان سفارشات کو عملی جامد کیسے پہنایا جائے۔

ہر مشاورتی اجلاس کی ابتداء میں موضوع کا پس منظر بیان کیا گیا جس کے بعد موضوع (تعلیم کا موضوع ہی لے لیں) کے انہاپنڈی سے ربط سے متعلق کھلی بحث و تمحیص ہوئی اور باقی نشستوں میں مخصوص سفارشات اور ان پر عمل درآمد کے طریقہ کارکوزیر بحث لا یا گیا۔

ذیل کے جدول میں مشاورتی اچالسوں کے اوقات اور ان کے موضوعات درج کیے جاتے ہیں۔

مد ہبی فکر اور تنازعات کا حل	20 مارچ 2017
عسکریت پسندوں کی واپسی اور بھائی	27 مارچ 2017
تو می مکالے کی ضرورت اور عمرانی معاهدہ کے خدو خال	3 اپریل 2017
نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد	10 اپریل 2017
قانون، شہریت اور گورننس	17 اپریل 2017
نوجوانوں کی شمولیت اور انہیا پسندی کا تدارک	18 اپریل 2017
ذرائع ابلاغ کا انہیا پسندی کے تدارک میں کردار	24 اپریل 2017
ثقافتی تنوع اور تکثیریت	25 اپریل 2017
تعلیمی اصلاحات	2 مئی 2017
داخلی سلامتی اور اس کے لئے پالیسی فریم ورک	3 مئی 2017

## انسدار اور انہا پسندی پاپیسی کے اہم اجراء

### معاشرے کی رہنمائی پر مبنی بیانیہ

ایک نئے بیانیے کی ضرورت ہے جس کی بنیادیں مذہب میں ہوں تاکہ انہا پسندوں کو تشدد کے لئے مذہب کو بطور جواز پیش کرنے میں آسانی نہ رہے۔

• نظری اور پُر تشدد انہا پسندی رکرنا اس نئے بیانیہ کا مقصد تو ہو لیکن فقط آغاز نہیں، ایسا بیانیہ طے کرنا جو محض انہا پسندوں کے دلائل کو رد کرتا ہو ان کی زمین پر کھیلنے کے مترادف ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر نئے بیانیہ کی اپنی جزئیات ہوں خاص طور پر آئین کے تقدس کے احترام سے لے کر ملک بھر میں تنوع کو سراہنے تک وہ تمام جزئیات جن کی انہا پسند لفی کرتے ہیں۔

• کسی بھی بیانیے کا بنیادی نقطہ آغاز معاشرے کی ضروریات کے ساتھ ساتھ مسلسل رونما ہونے والی سماجی و ثقافتی تبدیلیاں ہوئی چاہیں جو کہ تیزی کے ساتھ انہا پسندانہ رحمات کی وجہ سے متاثر ہو رہی ہیں۔ معاشرے کو بنیادی اہمیت قرار دیتے ہوئے بیانیہ کو تازعہ اور اختلاف کے بیرونی عوامل کی بھرپور مزاحمت کرنا ہو گی۔ مشرق و سطہ کے جغرافیائی سیاسی اور نظریاتی اثرات لوگوں کو بنیاد پرستی کی طرف لے جانے میں آسانی سے اشراحت از نہیں ہوں گے۔

• نیابیانیہ معاشرے کے تمام طبقات سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ پاکستان کے معاملے میں نیابیانیہ ملک میں بننے والے مختلف طبقات اور عوائد میں تنوع کا آئینہ دار ہونا چاہئے۔

• جہاں تک ریاست اور معاشرے کا باہمی تعلق ہے تو نیابیانیہ معاشرے کے امن و سلامتی کی ضرورت کو مد نظر رکھے۔ ماضی میں صرف اور صرف ریاست کی ضرورت کو مد نظر رکھا گیا تو ایک ایسا بیانیہ سامنے آیا جس نے اپنی ہی ریاست کے شہریوں کے خلاف تشدد کا جواز پیدا کیا۔

- بظاہر مذہب کارانج بیانیہ کسی ایک یادو سرے عقیدے یا مذہب کے تنازعات کی بالادستی کے گرد گھومتا ہے۔ اسی وجہ سے انتہا پندوں کو معاشرے سے ہمدرد مل جاتے ہیں اگرچہ اسلامی عسکریت پندوں کے تشدد کی مذمت تو کی جاتی ہے مگر ان کے نصب العین پر سوال نہیں اٹھائے جاتے۔
- کوئی بھی بیانیہ اس بات کا از سر نوجائز ہے کہ لوگوں کی زندگیوں میں مذہب کا کیا کردار ہونا چاہئے خاص طور پر اس نصب العین پر بحث ہوئی چاہئے۔
- اس وقت دین کا فہم مسلم دنیا کی سیاسی تاریخ سے جڑا ہوا ہے۔ مسلم تاریخ کے ابتدائی دور کے بہت سے اختلافات بنیادی طور پر سیاسی تھے جو کہ حکومت کرنے کے حق اور خلیفہ کی شخصیت کے گرد گھومتے تھے لیکن ان اختلافات کو مذہبی زبان میں بیان کیا گیا جس سے عام ذہن میں ابہام پیدا ہوتے ہیں۔
- ضروری نہیں کہ نیابیانیہ مغربی اقدار کی مخالف سمت میں جائے اسلام اور مغرب کے تعلقات کو مخالفت میں لا کھڑا کرنا ایک بچکانہ فعل ہے۔ مغرب اور مسلم دنیا کی تقسیم غیر منطقی اور جذباتی ہے۔ مغرب میں مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہے اور وہ مذہبی میدان میں بھی نمایاں ہیں۔
- بیانیہ اپنا استدلال ملک کے آئین سے اخذ کرے گا۔ کوئی ایسی مذہبی تعبیر قبول نہیں کی جائے جو مختلف شہریوں کو حاصل آئین کی حرمت کے منافی ہو۔

### عسکریت پندوں کی مشروط و اپسی

- پاکستان کے حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے عسکریت پندوں کی واپسی اور بحالی پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ جس سے سوسائٹی سے انتہا پندوں کے نظریاتی اور مادی وسائل کو محدود کرنے میں مدد ملے گی۔
- عسکریت پندوں کو معاشرے میں دوبارہ ختم کرنے کے خیال پر سنیدھ گی سے غور کرنے کے لیے سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان غلطیوں کا اعتراف کیا جائے جو عسکریت پندوں کی تخلیق کا باعث نہیں۔ بار بار ریاست پر عسکریت پندوں کے خلاف چنیدہ جنگ کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

- اس مرحلے پر تمام عسکریت پندوں کے لیے ٹرائل کے بغیر بڑے پیانے پر عام معانی ایک غلط مثال قائم کرے گی۔ عسکریت پندوں کی واپسی یا بحالی کے لیے کوئی بھی حکمت عملی آئین کے دائرة کار سے تجاوز نہیں کرنی چاہئے۔ عسکریت پندوں کی واپسی کا لامحہ عمل مرتب کرتے وقت دونیشگی شرائط طے کرنا لازمی ہیں: ایک یہ کہ عسکریت پسند تشدد کو ترک کر دیں اور دوسرا یہ کہ بخوبی کے عمل کی مشق چھوڑ دیں۔
- کالعدم گروپوں پر پابندی عائد کرنے اور ان کی نگرانی کا جامع میکنزم ضروری ہے۔
- بلوچ علیحدگی پندوں کو اسلامی عسکریت پندوں کے ساتھ نہ ملایا جائے کیونکہ بلوچوں کی بغاوت کی وجہ نبیادی طور پر خالصتاً معاشری اور سیاسی ہے اور اس کا حل بھی اسی تناظر میں آنا چاہئے ملک کا انسداد، ہشتنگر دی پلان، یشنل ایکشن پلان بھی بھی تجویز کرتا ہے کہ صوبائی حکومت کو اختیار دیا جائے تاکہ وہ اس مسئلے کا سیاسی حل نکالے۔
- جو عسکریت پسند یا انتہا پسند تشدد چھوڑنے پر آمادہ ہیں ان کی بحالی کے لیے بھی ایک بہتر لامحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے لیے کسی بھی بحالی کے ماذل کا مقصد کسی نظریے کو اوپر سے مسلط کرنے کی بجائے جمہوری اقدار کو مستحکم کرنا ہونا چاہیے۔ سولین قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مرکزی سطح پر آگے آنا چاہیے۔
- یہ بات سامنے آئی ہے کہ کسی بھی نئے ماذل میں ان غلطیوں سے اجتناب کیا جائے جو سوات میں عسکریت پندوں کی بحالی کے مرکز میں ہوئیں۔ وہاں انسداد انتہا پسندی کے مرکز سے نکلنے والے افراد کو معاشرے میں قبول نہیں کیا گیا۔ ایسے مرکز جو کہ عسکریت پندوں کو ڈی ریڈیکلائز کر سکتے تھے وہ ایک بڑی تبدیلی کا سبب نہیں بن سکے۔
- مزید برال، انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے دوسرے ممالک کے تجربات سے بھی استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور علمائے کرام، ماہرین، تعلیم اور نفسیاتی معالجن کو نبیاد پرستی کے شکار افراد یا ان کے گھروالوں کے ساتھ تعامل کے لیے شریک کیا جائے۔
- انتہا پسندی کے خاتمے کے عمل کی ابتداء افراد اور گروہوں کی مختلف سطحوں کی ضروریات کی نبیاد پر ترجیحات طے کرنے سے ہونی چاہیے۔

## مکالمہ برائے امن

- سیاسی و فکری مسائل کے حل کے لئے ملک میں مکالمہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر وہ مسائل جو انتہا پسندی کو تقویت دیتے ہیں۔
- ایک قومی میثاق امن کی ضرورت ہے جو ایک کثیر الگھتی مکالے کے بعد تشكیل دیا جائے۔
- سول سو سائٹی اساتذہ، وکلاء مذہبی ادارے، میڈیا اور پارلینمنٹ اپنے طور پر اہم نظری اور فکری مسائل پر مکالے منعقد کر سکتے ہیں۔
- ملک کو درپیش بنیادی فکری تحدیات کا مقابلہ کرنے والے کسی بھی مکالے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں خواتین کو بھی شریک کیا جائے جس سے یہ مباحثہ صفحی لحاظ سے بھی سودمند ہوں گے۔
- مکالے کے موضوعات میں مذہب و ریاست کے درمیان تعلق بھی شامل ہے جس میں ملک میں اقلیتوں کے حقوق و کردار پر ازخود بحث ہو، اسی طرح دیگر موضوعات میں ریاست اور شہری کے درمیان تعلق، سول سو سائٹی اور ملک کی مقندر اشرافیہ خاص طور پر سول ملٹری اداروں کے درمیان تعلق بھی بحث طلب ہیں۔
- تو می مفاد کیا ہے؟ یہ اہم موضوع ہے جس پر ہر زاویے سے بات ہونی چاہئے۔
- معتدل اور روایت پسندوں کے درمیان اختلافی نقطے نظر پر کھلی بحث معاشرے کے لئے مفید ثابت ہوگی۔
- کسی بھی مکالے کے لئے آئین پاکستان کو بنیاد بنا کیا جائے۔ جس نے ملک کے کئی مسائل کا حل نکلا باخصوص اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے وفاق اور صوبوں کے تعلقات سمیت ملک کے دوسرے مسائل کو حل کرنے میں مدد دی ہے۔
- آئین پاکستان کو شہریوں کے مابین متفقہ دستاویز کی حیثیت حاصل ہے یہ روایت برقرار رکھی جائے۔
- دیگر مذاہب سے متعلقہ کئی شقیں جو کہ اقلیتوں کو دوسرے درجے کے شہری کی حیثیت دیتی ہیں ان پر نظر ثانی کی جائے لیکن اس کے لیے طریقہ کاروہی اختیار کرنا چاہیے جس کی تفصیل آئین میں موجود ہے۔

## بیشل ایشن پلان پر نظر ثانی

- انداد و ہشکردی کا سب سے بڑا بیانہ حکومت کا اپنا تشکیل شدہ نیشنل ایشن پلان ہی ہے۔
- نیشنل ایشن پلان پر پیش رفت کو یقینی بنانے کے لیے اس پر مناسب عمل درآمد کا طریقہ کار و ضع کیا جائے جس میں نیشنل ایشن پلان کے نکات کا جائزہ لے کر عملی سمت قدم بڑھایا جائے۔ انتہا پسندی پر قابو پانے کے لئے طویل المدى اقدامات کا اضافہ کیا جائے۔
- نیشنل ایشن پلان کے بیشتر نکات انداد و ہشکردی کے زمرے میں آتے ہیں جن کا اثر انتہائی قلیل المدى ہوتا ہے۔ نیشنل ایشن پلان پر زیادہ تر کارروائی عسکری یا نیم عسکری ذرائع سے کی جا رہی ہے۔ پولیس بھی کچھ حصہ میں مصروف ہے جو اقدامات جو دیر پا ہو سکتے ہیں ان پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔
- نیشنل ایشن پلان پر از سر نو غور کیا جائے اس میں دور رس اقدامات کو بھی شامل کیا جائے مثلاً تعلیمی اصلاحات، نوجوانوں کی شمولیت وغیرہ یہ تمام اقدامات انداد انتہا پسندی کے زمرے میں لائے جائیں۔
- جہاں تک نیشنل ایشن پلان پر عمل درآمد کی بات ہے تو حکومت کی توجہ زیادہ تر اس کی گمراہی کے لیے باڑیاں تشکیل دینے پر مرکوز ہے، اس کے باوجود بھی یہ معہ برقرار ہے کہ نیشنل ایشن پلان کی گمراہی کون کر رہا ہے؟ وزارت داخلہ؟ نیکٹا؟ قومی سلامتی کے مشیر؟ یا پھر ایکس کمیٹیاں؟ نیکٹا کو نیشنل ایشن پلان پر با اختیار بنا کر اس معہ کو ختم کرنا ہو گا۔
- سول اداروں کو با اختیار بنانا ہو گا تاکہ وہ نیشنل ایشن پلان پر قائدانہ کردار ادا کر سکیں۔ پارلیمنٹ اس کی گمراہی کرے، وزیر اعظم اس پر عملدرآمد کے لیے قائدانہ کردار ادا کریں، اور عسکریت پسندی سے منٹنے کے لیے پولیس کو ضروری سہولیات کے ساتھ با اختیار بنایا جائے۔

## مساوات اور ہم آہنگی

- عسکریت پسندوں کا مقابلہ کرنے کے لئے فکری خلا کو صرف اسی صورت پر کیا جاسکتا ہے جب تمام شہر پوں کے ساتھ ان کے مذہب و ملک سے بالاتر ہو کر سلوک کیا جائے اور ایسا ملک کے تمام حصوں میں یکساں طور پر ہو۔

- جب آپ کسی کو الگ تحمل کر دیتے ہیں تو ہر دو صورت میں پُر تشددا نہ پسندی کا راستہ کھل جاتا ہے۔
- عسکریت پسند پسے ہوئے مذہبی طبقات کو نشانہ بناتے ہیں جو ان کی محرومیوں کو مزید بڑھانے کا سبب بن جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں غیر مسلموں کو احساس تحفظ فراہم کیا جائے۔
- عسکریت پسندان علاقوں کو اپنا گڑھ بنالیتے ہیں جو مرکزی انتظامی دھارے سے باہر ہیں یا وہاں نیم قابلی نظام نافذ ہے اس تناظر میں فائدہ، بلوجستان کے بی ایریا، ملگت بلستان کو مرکزی دھارے میں لا یا جائے۔ مرکزی دھارے سے الگ ان دونوں علاقوں میں ترقی کی رفتارست ہے اور وہاں کے لوگوں کے حقوق پہاڑ ہو رہے ہیں۔
- ایک ایسا ڈھانچہ یا بیانیہ اپنانے کی ضرورت ہے جو تمام شہریوں سے ان کی نسل، قومیت اور جغرافیہ سے قطع نظر برابری کی بنیاد پر سلوک کرے۔ شہریت کا ایسا ڈھانچہ جو اقلیتوں کو الگ تحمل کرنے کی بجائے انہیں مرکزی دھارے میںضم کرے۔
- پاکستان کے غیر مسلم بھی اتنے ہی پاکستانی ہیں جتنا کہ اس ملک کے مسلمان، انہیں بھارت یا مغرب کے ساتھ تھمی کرنا نہ صرف قومیت کے تصور کی نظری ہے بلکہ انہیں عدم تحفظ کا شکار بھی کرتا ہے۔ اس عدم مساوات کی ایک جملہ طبقائی نظام تعلیم میں بھی نظر آتی ہے جس پر فوری نظر ثانی ہونی چاہیے۔
- ایک موثر نظام عدل بالخصوص خلی سٹھ پر مجرموں کی سرکوبی کرنے میں مددگار ثابت ہو گا جن میں سے کئی بعد ازاں عسکریت پسندوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک اچھا نظامِ انصاف انہا پسندوں کو وہ جواز فراہم کرنے سے روکے گا جو کہ عسکریت پسند لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ نظام کی اصلاح کی جائے بالخصوص شاہد کی دستیابی کے معاملے پر۔

### نوجوانوں کی شمولیت اور انہا پسندی کا تدارک

- نوجوان انہا پسندوں کا اہم نشانہ ہوتے ہیں اس لئے انہیں تعمیری سرگرمیوں میں مشغول کیا جائے اور انہیں باہمی میل جوں، کھیلوں اور مباحثوں میں شمولیت کے زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کئے۔

- نوجوانوں کی شمولیت سماجی روپوں کی تبدیلی میں دورس اثرات کی حامل ہو گی۔ نوجوانوں کی انتہا پسندی کی جانب رغبت کئی سطحوں پر جاری ہے۔ انتہا پسندوں نے دیہی علاقوں اور شہری مرکز سے مدرسہ اور حتیٰ کہ یونیورسٹی کے غریب یا متمول پس منظر کے نہ صرف نوجوانوں کو بلکہ خواتین کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔
- مختلف طبقات کے نوجوانوں میں انتہا پسندی کے بڑھتے ہوئے رجات پر قابو پانے کے لئے ایک ہمہ جہت منصوبے کی ضرورت ہے۔
- نوجوانوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے اور تخلیل پر ستانہ تصورات پر مبنی خواب دیکھیں، لیکن ان تصورات کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے موقع بہت کم ہیں جس کے نتیجے میں وہ نوجوان اپنی خیالی دنیا کو حاصل کرنے کے لیے داعش جیسے گروپوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔
- نوجوانوں کے ذہنوں میں انتہا پسندانہ خیالات ایک مخصوص ماحول میں پرداں چڑھتے ہیں باخصوص جہاں ان کے لئے سماجی یا جسمانی سرگرمیوں کے موقع محدود ہو جائیں۔
- نوجوانوں کو ایسا ماحول فراہم کیا جائے جس میں انہیں متنوع اور مختلف آراء کو سننے اور جانچنے کے موقع میرا ہوں اور ایسا طباء یونیز، تفریحی سرگرمیوں، کھلیل کے میدانوں، یو تھہ کلبوں، آن لائن گروہوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے رسالوں کے ذریعے ممکن ہے۔
- نوجوانوں میں منفی روپوں کو روکنے کے لیے گھروں میں ان کے ساتھ تعامل اور بات چیت میں اضافہ کرنا ضروری ہے۔
- حکومت کے یو تھہ انگلی سمجھنے پر و گرام ان اہداف سے کو سوں دور ہیں۔ نوجوانوں کی شمولیت کے اقدامات کو وسیع پیمانے پر مشتمل کیا جائے، اس کے علاوہ خصوصی طور پر دور راز کے علاقوں سے نوجوانوں کو ایسے پر و گراموں میں شامل کیا جائے اور ان کا دائرہ کار بڑھایا جائے۔
- پنجاب اور خیبر پختونخواہ حکومتوں نے اپنی یو تھہ پالیسیوں کا اعلان کر دیا ہے جبکہ سندھ اور بلوچستان نے ابھی اعلان کرنے ہے۔ مگر بلتستان، فنا اور آزاد جموں کشمیر کے انتظامی یونٹوں کو بھی یو تھہ پالیسیاں تکمیل دینی چاہیں۔

- جتناز یادہ ایک انتہا پسند استاد طلبہ کو انتہا پسند بنا سکتا ہے اتنا یہ ایک حساس اتنا داد طلبہ کو عدم انتہا پسندی کی جانب مائل کر سکتا ہے، اس لئے کوئی لجوں اور یونیورسٹیوں میں اس بات کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے کہ جماعت کے کمروں میں سوال و جواب کے دوران وہ کسی بھی انتہا پسند اندر رجحان کو پہنچ سے کیسے روک سکتے ہیں۔
- انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے سائبر سپیس کو محفوظ بنانے کی کوئی حکمت عملی ہونی چاہیے، جہاں سے نوجوانوں کو انتہا پسندی کی جانب مائل کیا جا رہا ہے۔
- پسمندہ علاقوں کے نوجوانوں کو زیادہ موقع فراہم کئے جائیں۔ ان علاقوں کو سیاسی حقوق فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان علاقوں بالخصوص بلوجستان اور فاتا میں معیاری تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں۔

### ذرائع ابلاغ کا انتہا پسندی کے تدارک میں کردار

- میڈیا انتہا پسند نظریات کے خلاف ایک مضبوط دفاعی فصیل کے طور پر کام کر سکتا ہے۔
- عسکریت پسندی کا پھیلاوہ ذرائع ابلاغ کے پھیلاوے کے ساتھ متوازن طور پر ہوا ہے، اس اسلوب کو ختم کرنے کے لئے میڈیا کو اپنی ادارتی پالیسیوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اگر میڈیا عسکریت پسندوں کی تحسین نہ بھی کرے پھر بھی بعض اوقات سیاسی و ملی معاملات کی کورٹ کی اس انداز سے کی جاتی ہے جس سے رویوں میں انتہا پسندی جنم لیتی ہے جو جمہوریت پر اعتقاد متر لزل کرتی ہے۔
- میڈیا کے اشتعال انگیز مواد نشر کرنے کے رجحان کا تعلق میڈیا کی کمرشلزم کی حرکیات سے ہے، میڈیا ایک صنعت ہے اور کسی بھی صنعت کی طرح یہ بھی رینگ کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ مسائل کو ایسے مخصوص انداز سے دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے، اس صنعت کے لیے ضابطہ اخلاق ایک بڑا قدم ہو گا۔
- پاکستان ایک میڈیا گولیٹری اتحارٹی کے ضابطوں کو اگر لاگو کیا جائے تو مؤثر تر تجھ برآمد ہو سکتے ہیں۔ پیغمرا کے قواعد کے مطابق ہر لائننس یافتہ چیل میں اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنے مواد کا دس فیصد حصہ مفادِ عامہ کے لیے وقف کرے، اور اگر مفادِ عامہ کے پیغامات انتہا پسندی کے خلاف بنائے جائیں تو یہ ایک موثر عمل ہو سکتا ہے۔

- الیکٹرانک میڈیا کو ایک موثر ادارتی پالیسی کی ضرورت ہے۔ بے بنیاد خبروں کا رجحان یا تعصباً پر مبنی خبریں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کی نشاندہی کرتی ہیں۔
- ریگولیٹری باؤنڈی مختلف عمر کے لوگوں کے لیے اوقات متعین کر سکتی ہے خاص طور پر بچوں اور نوجوانوں کے لیے۔
- نیوز چینلز کی مقبولیت اپنی جگہ لیکن آج بھی ڈرامہ سب سے زیادہ دیکھا جاتا ہے اور واضح طور پر ملک میں اثر ٹیکھمنٹ کا اہم ذریعہ ہے۔ کچھ ڈراموں کے بارے میں غیر مسلموں کی شکایات ہیں اور ایسی شکایات کے ازالے کے لئے لئے موثر گمراہی ضروری ہے۔
- ایک ایسا قانون پاس ہو چکا ہے جو کہ اثر نیٹ پر ہر طرح کی مجرمانہ سرگرمیوں پر پابندی عائد کرتا ہے۔ لیکن ڈیجیٹل حقوق کے کارکنوں کو خدشہ ہے کہ اس بل کا ایک حصہ شہری آزادیوں کی خلاف ورزی کے لئے لاگو ہو سکتا ہے۔ نفرت انگیز تقریر کی واضح تعریف وضع کرنے کی ضرورت ہے۔
- پاکستان ٹیلی کمپنیکیشن اتحادی (پی ٹی اے) جو کہ اثر نیٹ کی گمراہی کرتا ہے کو چاہیے کہ وہ اشتغال انگیز مواد کی روک ہام کے لئے موثر اقدامات کرے۔
- مذہبی رسائل اور مطبوعات کے نظام کی ضرورت ہے کیونکہ ایک بڑا طبقہ ان مطبوعات سے مستفید ہوتا ہے۔

### شافعی اظہار کی آزادی

- عقیدے کی بنیاد پر انتہا پسندی اس وقت آتی ہے جب معاشرے میں تنوع کم ہو جائے۔ جب ایک میں وسعت آتی ہے تو دوسرا نگہ ہو جاتا ہے، تکشیریت پر مبنی کشاوی کی حفاظت سے بنیاد پرستی کی راہیں مسدود کی جاسکتی ہیں۔
- فرقہ وارانہ انتہا پسندی میں اضافے سے پاکستان کی ہمہ جہت شفافت کی لفی ہوئی ہے اور مختلف مذہبی اور فرقہ وارانہ گروہوں نے اپنی مرضی کا اسلام نافذ کرنے کی کوشش کی ہے اگرچہ یہ کوششیں زیادہ بار آور ثابت نہیں ہوئیں لیکن ریاست نے ایسے عناصر کے ساتھ مخالفت کا روایہ رکھا جس سے ان اعناس کی حوصلہ افراطی ہوئی۔ ریاست کو یہ غلطی تسلیم کرنی چاہئے۔

- پاکستان میں رہنے والی مختلف قوموں پر کوئی ایک شناخت مسلط نہیں کی جانی چاہئے خواہ وہ مذہبی ہو یا انسانی، اس کی وجہ اپنی طاقت و فاقی ڈھانچے کو مستحکم کرنے پر صرف کی جائے۔ وفاقيت انتظامی اختیارات منتقل کرنے سے بڑھ کر ہے، پاکستان میں یہ مختلف نسلی گروہوں کو با اختیار بنانے سے بھی متعلق ہے۔
- قومی اور صوبائی سطح پر ثقافتی پالیسیوں کی تیاری اور ان کے نفاذ کی فوری ضرورت ہے۔ پالیسی عالمی انسانی اقدار کی عکاس ہونی چاہیے جو حقوق انسانی کے ان بین الاقوامی معاهدوں سے اخذ کی گئی ہو جس پر پاکستان دستخط کر چکا ہے اور واضح طور پر صفتی مساوات پر مبنی ہو۔
- پاکستان میں غیر مسلموں کو پاکستان کے لازمی عنصر کے طور پر تسلیم کیا جائے۔ سفید رنگ کے بغیر پاکستان کا پرچم نامکمل ہے۔ غیر مسلموں کو بھارت یا مغربی ممالک کے ساتھ جوڑنا تاریخ اور فطرت سے فرار اختیار کرنا ہے۔ پاکستان میں غیر مسلم اسی مٹی سے جڑے ہوئے ہیں اور تاریخ پاکستان میں ان کا کردار بھی گرانقدر ہے۔
- مقامی ثقافتوں کو کم تر نہ بھیال کیا جائے اور نہ ہی ان مقامی علامات کی اٹھان سے کوئی فساد کا خدشہ ہونا چاہیے، منفی رواج جیسے خواتین کے خلاف تشدد کو ثقافتی اظہار کا جواز بنا کر قبول نہ کیا جائے۔
- قومی سطح پر ایک قومی ثقافتی لائچے عمل (National Cultural Plan) تیار کیا جائے جس کے ضمن میں تمام عقائد اور نسلوں کی ثقافتی سرگرمیاں منانے کا منصوبہ شامل ہو۔ ان کی مختلف تقریبات کا انعقاد مرکز سے ضلعی سطح تک کیا جائے۔ صرف اسی صورت میں مقامی سطح پر تنوع کو رواج دیا جا سکتا ہے۔
- ثقافتی لائچے عمل میں درج ذیل اقدامات شامل کیے جاسکتے ہیں:
  - 1- ایسے لگنامہ ہیر و جنہوں نے لوگوں کے حقوق کی جدوجہد کی ہو، کچھ ایوارڈز ان کے نام سے منسوب کئے جاسکتے ہیں۔
  - 2- ثقافت دوست پیشہ و رہائیر اور کچھ دستکاروں کی بھالی کے لئے نئے ثقافتی اداروں کا قیام اور پہلے سے قائم اداروں میں ان کے لئے ملازمتوں کا کوشش۔
  - 3- لوک ثقافت اور شاعری کا تحفظ۔
  - 4- تمام مذاہب کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے ان کے ثقافتی ورثے کے مقامات اور یادگاروں کی حفاظت۔

- 5۔ غیر مشروط طور پر مختلف مقامات کے نام تبدیل کرنے کے رجحان کو ختم کرنا۔
- 6۔ ثقافتی اداروں کی بحالی سے سیاحت میں اضافہ ہو گا۔ اس کے لئے ایک پالیسی فریم ورک بنایا جائے۔

### تعلیمی اصلاحات

- آج تعلیم کے میدان میں درست اقدامات سے ہی ایک ایسے محفوظ مستقبل کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے جہاں لوگ آزادی کے ساتھ ایک دوسرے کو قبول کریں۔ تعلیمی اصلاحات کی غرض سے کسی بھی اقدام کا مقصد علم پر منی معاشرہ کی تشكیل ہونا چاہیے جہاں لوگ علم کی قدر علم کی خاطر ہی کریں۔ ایک علمی معاشرے میں عسکریت پسند اپنے بیانے کو آسانی سے نہیں پروان چڑھا سکتے۔
- یونیورسٹیوں میں نوجوان طلباء طالبات میں پُر تشدید انتہا پسندی جس سطح پر ہے اس سے مک میں انتہا پسندی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یونیورسٹیاں فکری انحطاط کا شکار ہیں۔ دونوں معاملے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں جب فکری زوال ہو گا تو انتہا پسندی چھیلے گی۔
- تعلیمی اداروں کو انتہا پسندوں اور ان کے ایجادنے سے پاک کیا جائے، یونیورسٹی کا کام تحقیق و اختراع ہے نہ کہ انتہا پسندی۔
- ایک یونیورسٹی کا منتها مقصود نوکریوں کی صفائت نہیں ہونی چاہئے۔ معاشری مفاد کے لئے تعلیمی اداروں کے پھیلاو کی حوصلہ ٹکنی کی جائے۔
- تعلیم ایک حق ہے اور اسے اسی طرح دیکھنا چاہیے، اگرچہ آئین کا آرٹیکل 25۔ اے پنجی سطح پر مفت تعلیم کی یقین دہانی کروانا ہے لیکن یہ شق عملی نفاذ سے بہت دور ہے۔ اس حق کو حاصل کرنے کے لیے صوبائی اور قومی قانون سازوں کو شامل کر کے کوئی حکمت عملی بنائی جائے۔
- تعلیم ایک ایسی طاقت ہے جو کہ مساوی شہریت کی اقدار اور ثقافت کو پہنچنے میں مددے سکتی ہے۔ جس کی صفائت آئین دیتا ہے ان بنیادی انسانی حقوق کے تحت تعلیم کی بنیادیں استوار کی جائیں۔
- ایسے تعلیمی معیار کی کوششیں کی جائیں جن کی منزل اور مقاصد ایک ہوں۔ یہ بات نوٹ کی گئی کہ ملک میں کئی طرح کے تعلیمی نظاموں سے سماجی تقسیم گھری ہوئی ہے۔

- مختلف سماجی و معاشری پس منظر کے ساتھ و سبق الاقسام سکولوں کی موجودگی وضاحت طلب ہے۔ ان کے بارے میں بھی کوئی ضابطہ اخلاق وضع کیا جائے، ہر قسم کے سکولوں خصوصاً غیر ملکی مالی معاونت سے چلنے والے، یعنی الاقوامی، مذہبی اور پرانیویں سکولوں کا تعلیمی آڈٹ ہونا چاہیے۔
- عسکریت پسندی سے متاثرہ علاقوں میں جیسا کہ قبائلی علاقوں ہیں عسکریت پسندوں کی جانب سے تباہ کیے گئے سکولوں کی تعمیر نوکی جائے، لڑکیوں کی تعلیم کو بھی ترجیح دی جائے خصوصاً ان علاقوں میں جہاں عسکریت پسندوں نے لڑکیوں کے سکول جانے پر دھمکیاں دی ہیں۔
- نصابی اصلاحات تعلیمی اصلاحات کی روح ہیں، تعلیم اور بنیاد پرستی کا تعلق ان کی طرف سے سامنے نہیں آتا جو ان پر ٹھہریں۔ اس کا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ موجودہ نصاب طلباء میں انتہا پسندی کو پروان چڑھا رہا ہے۔ اپنے ارد گرد کے ماحول کے بارے میں جو نظریہ نصاب میں پیش کیا گیا ہے وہ انتہا پسندوں کے نظریے سے مختلف نہیں ہے۔ آئین سے اخذ شدہ شہریت کا کورس متعارف کروانے کی بڑی ضرورت ہے۔
- نظر انداز کرنے گئے گروہ جیسا کہ غیر مسلم ہیں انہیں نصاب پر نظر ثانی کرتے وقت شامل کیا جائے۔ تاریخ اور مطالعہ پاکستان کی کتابوں میں غیر مسلموں کی خدمات کا اعتراف کیا جائے، اس کے علاوہ غیر جنگی کرداروں جیسا کہ شاعروں اور ادیبوں کو بھی شامل نصاب کیا جائے۔
- مدارس ایسے گریجویٹس پیدا کر رہے ہیں جو معاشرے میں پہلے ہی بکثرت ہیں، لیکن مدارس پر اپنی اصلاحات کے حوالے سے غیر سمجھی گی کا الزام لگانا پورا چیز نہیں ہے، افسرشاہی کی تاخیر اور سیاسی بے عملی بھی ذمہ دار ہے۔ مدارس کی اصلاحات میں افسرشاہی کے کردار کو کم اور پارلیمنٹ کے کردار کو بڑھایا جائے۔
- اگر نصاب پر نظر ثانی کی بھی گئی (بعض صورتوں میں ایسا کیا گیا ہے) تو مسئلہ اساتذہ پر آٹھھر تاہے۔ ایک ذمہ دار استاد طلبہ کو ثابت علامات کی طرف متوجہ کر سکتا ہے، حتیٰ کہ اگر نصاب تنازع بھی ہو تو ایک ذمہ دار استاد ان معاملات پر اپنا کردار ادا کر سکتا ہے جن کا سامنا اس وقت ملک کو ہے۔
- تعلیم، نصابی کتابوں پر ختم نہیں ہو جاتی، اور نہ ہی یہ ان سے شروع ہوتی ہے۔ تعلیم میں مادری زبان کیکھنے سے لے کر تمام متعلقہ سرگرمیاں شامل ہیں۔

## قوى پالیسی برائے داخلی سلامتی

- داخلی سلامتی کے موجودہ تصور پر مکمل طور پر نظر ثانی کی جائے۔ ہر دہشت گرد حملے کے بعد فوری رد عمل دینے سے آگے دیکھا جائے ایک ایسا بھرپور ڈھانچہ مرتب کیا جائے جو ہر قسم کے خطرے کا ندارک کا احاطہ کرے چاہے ان کا تعلق جرائم سے ہو یا وہ جو جرائم سے انتہا پسندی کی جانب مائل ہو جاتے ہیں۔
- سیکورٹی پالیسی ایک ایسے ڈھانچے پر مبنی ہونی چاہئے جس کی ترجیح داخلی سلامتی ہو اور اس کے اہم اجزاء دامتہ پسندی، عسکریت پسندی اور منظم جرائم کا مقابلہ ہو، علیحدگی پسند رحمات کا خاتمہ، اس خطرے کا دراک ہو کہ جغرافیائی پالیسیوں کا رد عمل داخلہ پالیسیوں پر ہو سکتا ہے، انٹرنیٹ سے منسلک چیلنج کے لئے جامع پالیسی ضروری ہے۔ اور ملک کی سرحدوں کی حفاظت یقینی بنائی جائے۔
- نظر ثانی شدہ ڈھانچے کے اہم اجزاء میں انسانی تحفظ (Human Security) بنیادی جزو ہو۔
- داخلی سیکورٹی کا ایک مقصد عسکریت پسندوں کے نظریاتی بیانے سے نمٹنا بھی ہو۔
- قومی داخلی سلامتی پالیسی کی تنقیل اور اس پر عمل درآمد کے لیے سولین ادارے رہنمایانہ کردار ادا کریں سیکورٹی پالیسی کی وسیع تر شکل پاریمنٹ کی طرف سے سامنے آنی چاہیے، جبکہ شہری قانون نافذ کرنے والے اداروں کو کسی بھی خطرے کے خلاف پہلی دفعائی لائن کا کردار ادا کرنا چاہئے۔

## سخارست

### برائے پارلیمنٹ

#### ملک میں سماجی ہم آہنگی کے لیے

1. آئین سے ایک نیا اور تازہ بیانے کا خاکہ اخذ کیا جائے جو تنوع کے فروغ اور انتہا پسندی کی مدد پر منی ہو۔
2. جہاں ضرورت ہو متعلقہ سرکاری حکوموں اور اداروں کو شامل کرے اور انہیں بتائے کہ ان کے اقدامات سے سماجی تنوع کو کیا خدمت ہو سکتے ہیں۔

#### جامع قومی تعمیر میں قائدانہ کر اور:

- (الف) گزشتہ پالیسیوں پر بحث کہ کس طرح وہ تنوع کی راہ میں حاکم ہو سکیں۔
  - (ب) ملک کی تعمیر نو میں تمام طبقات کی آوازوں کو شامل کرنا۔
  - (ج) ”پاکستانی زبانوں“ کو علاقائی زبانوں یا قومی زبانوں کی حیثیت دینا۔
  - (د) کسی بھی خاص نسلی یا نژادی گروہ کی اجارہ داری قائم کرنے کی حوصلہ ہٹانی کرنا۔
4. پارلیمنٹ کے سیشن کی کوئی ترجیح کے لیے ایک الگ الگ چیل کا آغاز کیا جائے جو ملک بھر سے متنوع افکار اور خیالات کی وکالت کرے۔

5. اہم سنجیدہ، نظری اور فکری مسائل پر مباحثوں کا آغاز، خاص طور پر ریاست اور مذہب کے مابین تعلق، ریاست اور معاشرے میں تعلق، قومی مفاد کی تعریف، جدیدیت اور روایت کے درمیان تنازع جیسے موضوعات پارلیمنٹ اور اس کے ذیلی اداروں (کمیٹیوں) کی توجہ کے مستحق ہیں۔

6. ملک میں امن اور ہم آہنگی کے حصول کے لئے معاشرے کے تمام طبقات کے نمائندوں پر مشتمل کثیر الجھتی مکالے اور ایک ”قومی بیناق امن“ کی تیاری پارلیمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہے۔

7. آئین کی ان شقوں پر نظر ثانی ضروری ہے جن میں مذہبی اقلیتوں کو دوسرے درجے کی حیثیت دی گئی ہے۔
8. تعلیم کے حوالے سے تمام دفعات کے نفاذ کی موثر نگرانی کرنا خصوصاً آرٹیکل 25۔ اے سے متعلق جس میں بچوں کے لیے تعلیم کو یقینی بنانے پر زور دیا گیا ہے۔ اور ایسے قواعد و ضوابط مہیا کیے جائیں جن سے آرٹیکل 25۔ اے کے نفاذ کے لیے جوابدہ کا طریقہ کاربن سکے۔

### ملک کو محفوظ بنانے کے لیے

9. ایک اعلیٰ سطحی کمیشن کی تشکیل جس کا مقصد ہو: ”حقائق کی جائزگاری اور مفاہمت“ اور جو مندرجہ ذیل امور کا جائزہ لے:

(الف) پہلے مرحلے میں اُن پالیسیوں کا از سر نو جائزہ جو عسکریت پسندی کی وجہ بنتی ہیں اور اگر ضرورت محسوس کرے تو ان پالیسیوں کے ذریعے ہونے والے نقصانات کی ذمہ داری کو تسلیم کرنا۔  
 (ب) جو عسکریت پسند واپسی کے لئے تیار ہیں انہیں قوی دھارے میں لانے کے لئے حکومتِ عملی تجویز کرے۔

10. قوی انسداد و ہشت گردی کے اور نیکھا کے ذریعے ماہرین کے ایسے کمیشن کی تشکیل جو کا عدم تنظیموں کے حوالے سے ایک طریقہ کار وضع کرے جو اس بات کی یقین بنائے کہ ایک بار جن تنظیموں پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ نام بدل کر دوبارہ حرکت میں نہ آئیں۔

11. قومی سلامتی کی پارلیمنٹری کمیٹی کو با اختیار بناتے ہوئے نیشنل ایکشن پلان پر نظر ثانی کرے:

(الف) اور اس بات کی یقین دہانی کرے کہ نیکھا کے ضوابط پر پوری طرح عمل درآمد ہو رہا ہے اور نیکھا کو براہ راست وزیر اعظم کو جواب دہ ہونا چاہئے۔  
 (ب) نیکھا کے قوانین میں ایسی تبدیلیاں لائے جو کہ اسے روزمرہ امور کے بجائے انسداد و ہشت گردی کے لئے مختلف سیکورٹی اداروں کے درمیان پل کا کردار ادا کرے۔  
 (ج) کریمینل جسٹس سسٹم میں اصلاحات پر بحث کا آغاز کرے۔

(د) فوری طور پر موجودہ انسدا دہشت گردی کے قوانین کا از سر نوجائزہ لیا جائے اور یہ عمل ہر تین سال کے بعد دو ہر ایسا جائے۔

12. پارلیمنٹری کمیٹی جو مکنہ طور پر قومی سلامتی کی کمیٰ ہو وہ داخلہ سلامتی پالیسی کے بارے میں سفارشات دے اور:

- (الف) علاقائی اور تزویر اتنی پالیسیوں کا از سر نوجائزہ لے
- (ب) پسمندہ طبقات کو قومی دھارے میں لانے کے اقدامات کرے
- (ج) نیشنل ایکشن پلان کے ضوابط کے تحت عمل درآمد یقینی بنایا جائے
- (د) انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے

13. سیکورٹی اداروں کے اندر اصلاحات کے عمل کو تیز کرے تاکہ:

- (الف) اداروں کے درمیان تعاون کو یقینی بنایا جائے
- (ب) کسی بھی غلطی کی صورت میں احتساب کا طریقہ کار متعارف کر دایا جائے
- (ج) سیکورٹی ادارے خطرے کی حالت سے کیسے منٹے ہیں اس کا مستقل بنیادوں پر جائزہ لیا جائے۔
- (د) عسکریت پسندی کے خلاف سولین قانون نافذ کرنے والے اداروں کو کلیدی کردار کی تفویض اور ان کی استعداد کا رہنمائی بنائے

### وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے لئے

1. اندر ویں سیکورٹی کا از سر نوجائزہ جس میں کسی بھی عسکری حملے کے خلاف معمول کی کارروائیوں سے ہٹ کر ذیل نکات کو اہمیت حاصل ہو۔

(الف) ایک عملی حکمت عملی کی تیاری، جس کے اہم اجزاء انسدا د انتہا پسندی، انسدا د عسکریت پسندی اور منظم جرائم کا خاتمہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ علیحدگی پسند رحمات کو روکنے، تزویر اتنی ترجیحات کے داخلہ پالیسیوں پر اثرات، امراض کو محفوظ بنانے اور ملک کی سرحدوں کی حفاظت کو یقینی بنانا ہو۔

(ب) انسانی سلامتی(Human Security) سے متعلق اجزاء کی شمولیت۔

(ج) نیشنل ایکشن پلان جیسے انسداد انہاپندی کے اہم امور پر نظر ثانی کے بعد قدم اٹھائے جائیں

2. نیشنل ایکشن پلان کا از سر نوجائزہ

(ا) نیشنل ایکشن پلان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک حصہ انسدادِ ہشت گردی اور دوسرا انسدادِ انہاپندی پر مشتمل ہو۔

(ب) نیشنل ایکشن پلان پر مؤثر عمل درآمد کے لئے واضح اهداف اور کارکردگی اور پیش رفت کو مانپنے کے لئے طریقہ کار و ضع کیا جائے۔

3. نیکتاکو نیشنل ایکشن پلان میں صفحہ اول کی حیثیت دی جائے جس کے تحت:

(الف) اس کے ضابطوں کو تبدیل کرتے ہوئے یہ رہنمائی کا فرائضہ سرانجام دے بجائے اس کے کہ وہ روزمرہ کے امور میں الجھاڑ ہے۔

(ب) نیکتاکو یہ ہدف دیا جائے کہ وہ کالعدم تنظیموں کے معاملات پر نظر رکھنے کے لئے سیکریٹریٹ کا کام کرے ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھ کر کہیں وہ نام بدل کر توکام نہیں کر رہیں۔

(ج) نیکتا میں ایک خاص سینٹر قائم کیا جائے جو کہ عسکریت پسندوں کے نظریات کا مطالعہ کرے اور ان کے جوابات تجویز کرے، (اس طرح کے مرکز یونیورسٹیوں میں بھی قائم کیے جائیں)

(د) اس کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے اجلاس باقاعدگی سے منعقد ہوں۔

4. نیشنل ایکشن پلان کی تمام تر ذمہ داری وزیر اعظم سیکریٹریٹ پر عائد ہوتی ہے جسے باقاعدگی کے ساتھ اس پر پیش رفت کے بارے میں اجلاس منعقد کرنے چاہیں۔

5. مسائل حل کرنے کے لیے بلوچستان کی سیاسی حکومت کو با اختیار بنایا جائے جیسا کہ نیشنل ایکشن پلان میں اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے، بلوچ علیحدگی پسندوں کی وابحی اور علاقے کو مرکزی دھارے میں لا جائے۔

6۔ سولیں کریمینل جسٹس سسٹم کا از سر نوجائزہ لیا جائے بالخصوص یہ کہ پولیس دہشت گردی سے کیسے نمٹ سکتی ہے۔

7۔ شدت پندوں کی بحالی کے تمام عمل کو ادارہ جاتی حیثیت دیتے ہوئے:

(ا) شدت پندوں کی بحالی کے سینٹر سولیں قانون نافذ کرنے والے اداروں بالخصوص پولیس کے حوالے کئے جائیں

(ب) ماهرین اور اعتدال پسند علماء کو ان تربیتی مراکز میں مدعو کیا جائے۔

(ج) شدت پندوں کی بحالی کے حوالے سے درج بندی کی جائے۔

8. عسکریت پندوں کی واپسی اور بحالی کے عمل میں:

(الف) عسکریت پندوں پر مقدمہ چلاۓ بغیر عام معافی کے امکان کو مسترد کیا جائے۔

(ب) عسکریت پندوں کی واپسی اور بحالی قانونی اور آئینی دائرہ کار کے اندر ہو۔

9. معاشرے کے مختلف طبقات بشمل اساتذہ، وکلاء، علماء، میڈیا، اور ارکان پارلیمنٹ کو مکالموں میں شریک کر کے ملک کو درپیش اہم فکری مسائل بالخصوص ریاست اور معاشرے، ریاست اور مذہب کے باہمی تعلق کے بارے میں بات چیت کی جائے۔

10. فنا، بلوچستان کے بی ایریا، اور گلگت بلتستان کی خصوصی حیثیت کو ختم کر کے ملک کے باقی حصوں کی طرح یکساں قانونی حیثیت دی جائے۔

11. پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس کی کورٹیج کے لیے ایک خاص ٹوی چینل لانچ کیا جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ وہاں کون سے مباحثہ جاری ہیں۔

12. شہری علاقوں میں پنپے والی دہشت گردی سے منٹنے کے لئے الگ ڈھانچہ بنایا جائے۔

13. اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کسی بھی داخلی سلامتی پالیسی میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی۔

## تعلیمی اداروں اور تعلیم پر کام کرنے والی تنظیموں کے ذریعے

14. تعلیمی اصلاحات کا مقصد ایک تعلیم یافتہ معاشرے کا قیام ہونہ کہ اس کو صرف مارکیٹ کی ضرورت سے نہیں کر دیا جائے۔

15. تعلیم میں وہ عوامل جو معاشرتی نامہواری کی بنیاد بنتے ہیں انہیں ختم کیا جائے خاص طور پر ایسی پالیسیاں اپنائی جائیں جو یہاں تعلیم کو رواج دیں۔

16. 2000ء میں متعارف کروائے گئے چار سالہ بیچلر پر گرام پر ادارہ جاتی نظر ثانی کی جائے کہ اعلیٰ تعلیم میں اس کے کیا فوائد و نقصانات ہوئے۔

17. ماہرین پر مشتمل خود مختار یہن الصوبائی بورڈز قائم کیے جائیں جو نصاب کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ تاریخ کی کتابیں مرتب کرنے کے عمل کی تحریکیں کریں۔

18. ایک ایسا بیان یہ ہو تو نوع سے عبارت ہو اور جو ہر قسم کی انتہا پسندی کو رد کرے، نصاب سازی کے بنیادی اصولوں کے طور پر اپنایا جائے۔

(الف) شہریت کے جدید تصورات پر مبنی مواد متعارف کرنے سے بہتر شہری دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اس نصاب میں تمام قوموں کے درمیان مشترکات پر زور دیا جائے، اور وہ اپنی اقدار قانون میں درج بنیادی انسانی حقوق سے اخذ کرے۔

(ب) پاکستان کی تاریخ اور ترقی میں غیر مسلموں کی شرکت کو اجاگر کرے۔

(ج) تاریخ اور مطالعہ پاکستان جیسے مضامین پر نظر ثانی کے ذریعے، جس میں ان مضامین کا جائزہ لینے کے لیے ایک یہن الصوبائی بورڈ تشكیل دیا جائے جو مواد کے بنیادی حقائق یا ان کی تشرع میں کسی بھی غلطی کے احتمال کا جائزہ لے

(د) اسلامیات کی کتب کا جائزہ لے کر سماجی ہم آہنگی، انصاف اور خیر سکالی پر زیادہ مواد شامل کیا جائے۔

(ن) طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے ادب میں نشر اور شاعری جیسا مواد شامل کرے۔

(و) پاکستانی ثقافتیں کے ثبت اجزاء شامل کرے۔

(ه) غیر جگلی کرداروں بیشمول شاعروں، سماجی کارکنوں اور بالخصوص عورتوں کو سامنے لایا جائے۔

(ئ) ہر قسم کے تعصبات خواہ وہ نسلی ہوں، مذہبی ہوں یا صنفی، ان سب کی حوصلہ ٹھنی کرے۔

19. نوجوانوں کو ان کے آئینی حقوق کی تعلیم دی جائے۔

20. رائے عامہ کی تشکیل کرنے والوں کو بالخصوص خلی سطح پر اس عمل میں شامل کیا جائے۔

21. والدین سمیت معاشرے میں اثرورسوخ رکھنے والوں کو شامل کیا جائے۔

22. طالب علموں کو کیریئر کونسلگ فراہم کی جائے۔

23. فرقہ وارانہ ہم آہنگ پر مضامین اور کتابوں کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ تعلیمی نظام میں اسے ایک اصول کے طور پر متعارف کرایا جائے۔

24. استاذہ کو سماجی ہم آہنگ کے لئے تیار کیا جائے، ان کو ایسی تربیت اور سہولیات بہم پہنچائی جائیں جس کے ذریعے وہ اپنے کلاس رومز میں تنوع کو فروغ دے سکیں۔ سماجی علوم میں تقدیری زاویہ فکر کو پروان چڑھایا جائے۔ مزید برآں استاذہ کو تربیت فراہم کی جائے کہ وہ ایسے طبائع پر خصوصی توجہ دیں جن میں انتہا پسندی کا رجحان پایا جاتا ہے۔

25. فنا اور بلوچستان جیسے تنازعات سے متاثرہ اور پسمندہ علاقوں میں بنیادی تعلیمی ڈھانچے پر خصوصی توجہ دی جائے اور عسکریت پسندی سے متاثرہ علاقوں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے قومی وسائل مختص کئے جائیں۔

26. عسکریت پسندی سے متاثرہ علاقوں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے سازگار ماحول فراہم کیا جائے۔

27. بنیادی انسانی حقوق جو آئین میں درج ہیں ان کے بارے میں طبائع اور معاشرے کے دیگر طبقات کو شعور دیا جائے، اور تعلیم کے مختلف درجوں میں بھی ان حقوق کے بارے میں بتایا جائے۔

28. تعلیمی اداروں کی تمام اقسام کو باضابطہ بنایا جائے اور تعلیمی آڈٹ کیا جائے۔ خاص طور پر:

(ا) غیر ملکی پیسے سے چلنے والے

- ب) بین الاقوامی  
ج) مذہبی تعلیمی ادارے (جیسے اقراء سکولز)  
د) پرائیویٹ سکول  
ان) مدارس  
و) جماعت الدعوه جیسی کالعدم تنظیموں کے سکول

29. تعلیم بالغات پر و گرام بحال کیا جائے

30. طلباء کو معاون نصابی سرگرمیاں انجام دینے کے لیے موقع فراہم کئے جائیں  
31. سٹوڈنٹس کو نسلیں قائم کی جائیں جہاں طلباء مختلف نویت کے مباحثوں میں حصہ لیں  
32. غیر فرقہ وار انہ خطوط پر مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کی تشكیل نوکی جائے  
33. یونیورسٹیوں میں مسلم اور مغرب تعلق کو سمجھنے کے لیے مرکز قائم کیے جائیں اور موجودہ مرکز کو فعال بنایا جائے، مغرب کی تاریخ اور اس کے اداروں کے ارتقاء کا شعور پیدا کیا جائے اور اس بارے میں کورسز متعارف کروائے جائیں  
34. مدارس میں مسلم اور مغرب کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لیے کورسز متعارف کرائے جائیں  
35. مدارس میں، فرقہ وار ان تعصبات کی بنیاد پر مواد اور اساتذہ کی جانچ پڑالت کی جائے  
36. مدرسون میں، مدرسہ (مذہبی) اور رسمی تعلیم کے لئے وقت کی تقسیم کی جائے

37. میڈیا کے ساتھ تعاون کو وسیع کیا جائے باخصوص میڈیا کے نصاب کا از سرنو جائزہ لیا جائے، ملکی حالات کے مطابق اساتذہ کو تربیت فراہم کی جائے

**سیاست اور ثقافت کی وزارتؤں کا کردار**

38. ایسی ثقافتی پالیسی بنائی جائے جس میں قومی اور صوبائی کے ساتھ عالمی اقدار جملکتی ہوں جن کی پاسداری عالمی معاهدوں کے ذریعے ہم پر عائد ہوتی ہے اور جس میں صفائی مساوات بھی جملکتی ہو۔

39. ملک بھر میں منائے جانے والے ثقافتی اور مذہبی تہواروں کا تفصیلی کیلنڈر بنانے کر، مقامی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک تجاویز شامل کر کے ثقافتی میشنل ایکشن پلان تیار کر کے منظور کیا جائے۔
40. تمام لسانی، مذہبی اور ثقافتی برادریوں کے تہوار منائے جائیں۔
41. ثقافت کے نام پر منفی سرگرمیوں، خاص طور پر حقوق نسوان کی خلاف ورزی کی حوصلہ ٹکنی کی جائے۔
42. اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کسی بھی پالیسی یا تقدام میں سے ”صنف“ کو خارج کیا جائے۔
43. ثقافتی اداروں کی تشكیل نوکی جائے جیسا کہ سنسربورڈ میں ماہرین کو شامل کیا جائے۔
44. غیر جنگی رول ماؤنٹ کو فروغ دیا جائے جیسا کہ فعالیت پسند، قومی شناختوں کے حامل، اور ان کے نام پر ایوارڈز کا جراء کیا جائے۔
45. جمہوریت کی راہ میں قربانیاں دینے والے افراد کی جدوجہد اور اصولوں پر مبنی جمہوریت ایکسپو سینٹر قائم کئے جائیں۔
46. مذہبی سیاحت کو فروغ دیا جائے مزاروں، مندر و مساجد اور گوردواروں میں جانے والے افراد کو تحفظ فراہم کیا جائے۔
47. ثقافتی تہواروں کو بحال اور لوک ثقافت و شاعری کو فروغ دیا جائے۔
48. اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ترقیاتی منصوبوں میں ثقافتی ورثے کے مقامات کا تحفظ ہو۔
49. مختلف عوایی مقامات اور جگہوں کے نام تبدیل کرنے کے رجحان کو ختم کیا جائے۔
50. ملک بھر کے تاریخی، ثقافتی مقامات پر عسکری اداروں کا تصرف ختم کیا جائے۔

### وزارت قانون کے ذریعے

51. قانون میں موجودہ اسلامی شقتوں کی سادہ تفہیم خاص طور پر

(الف) اسلام اور بیاست کے درمیان تعلق

(ب) غیر مسلموں کے حقوق، اور

(ج) مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان تعلق کی وضاحت کی جائے۔

52. فوجداری نظام انصاف کو مضبوط بنانے کے لیے مشاورتی اجلاس منعقد کئے جائیں، جس میں دیگر امور کے علاوہ:

(الف) انسدادِ ہشیگردی کے موجودہ قانون کی کمزوریوں کی نشاندہی کی جائے، خصوصاً انسدادِ ہشت گردی

ایکٹ اور اس کے گواہ کے تحفظ کی شکون کے معاملے پر

(ب) شوابد جمع کرنے کے حوالے سے ضابطوں کی تشكیل نو کی جائے۔

(ج) مقامی پولیس سسٹم اور مقامی عدالت کی اصلاحات کے لیے رقومِ مختص کی جائیں۔

(د) جیلوں میں انسدادِ انہتاپندی کے مرکز قائم کئے جائیں تاکہ مجرموں اور کم درجے کے عسکریت پسندوں کی اصلاح کی جاسکے۔

### نوجوانوں کے امور کی وزارت کے ذریعے

53. نوجوانوں کو باقاعدگی سے ایسے موقع فرماہم کئے جائیں کہ انہیں ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد ملے۔

54. نوجوانوں کو مشغول کرنے کے لیے انہیں تنوع یا مختلف آراء کے ساتھ مکالے کے احیا، طلبہ یونین کی بحالی، پارکوں، کھیل کے میدانوں، عمومی مقامات، یوتحہ کلبوں، انٹرنیٹ، کالجوں اور یونیورسٹی کی طرف سے جرائد کی فراہمی کے ذریعہ ساز گارما حول فرماہم کیا جائے۔

55. صوبائی یوتحہ پالیسیاں جاری کی جائیں اور ایک مر بوط و فاقی یوتحہ پالیسی تیار کی جائے۔

56. نوجوانوں کے لیے کیے گئے اقدامات کو وسعت دی جائے اور متنوع پس منظر رکھنے والے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کے لیے موقع میں اضافہ کیا جائے۔

### وزارتِ مددگاری امور کے ذریعے

57. انہتاپندی کے خلاف علماء کے فتاویٰ اور دلائل کو عام کیا جائے۔

58. علماء اور مشائخ کو انتہا پسندی کے عمل کو سمجھنے اور اس کے اثرات پر تربیتی پروگراموں کا انعقاد کیا جائے۔

### مسئلہ یار گیو لیٹری اداروں کے ذریعے

59. اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ پیغمبر اکے قوانین پر ہر چیز عمل کرنے کا پابند ہو گا۔ اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ:

(الف) صحافیوں کو ان کے میڈیا باوس کی طرف سے پیشہ و رانہ، صحافیانہ اور تحفظ کی تربیت دی جائے۔

(ب) حقوق میں غلط بیان قابل سزا جرم ہو۔

(ج) تمام ٹوی چینلز کی سالانہ کارکردگی اس اکھر پورٹ جاری کی جائے۔

(د) مختلف عمر کے لوگوں خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کے لیے میڈیا پر اوقات شخص کیے جائیں۔

60. عوامی پیغامات کے لیے مختص دس فیصد مواد میں انتہا پسندی کے خلاف پیغامات نشر کیے جائیں۔

61. ذراائع ابلاغ کے لائن اسنس اور ڈیکلریشن جاری کرنے کے عمل کا از سر نوجائزہ لیا جائے۔

62. ریٹینگ کے طریقہ کارکو باضابطہ بنایا جائے اور دیکھا جائے کہ ریٹینگ کتنی حقیقی ہے اور کتنی نہیں۔

63. مذہبی رسائل جن کی محدود مگر متعین ریڈر شپ ہے ان رسائل کو کسی ضابطے میں لاایا جائے۔

### پاکستان ٹیکسٹ میش اتحادی کے ذریعے

64. فرت اگلیز تقدیر پر ترجیحی طور پر نظر رکھے اور ان کا خاتمه کرے۔

65. متنوع آراء کے فروغ کے لئے آن لائن گروپ بنائے۔

66. سول سو سائنسی کے ساتھ مل کر عدم برداشت اور تعصب کے خلاف ایڈرنسیٹ پر ہم چلائے۔

67. سول سو سائنسی کے ساتھ مل کر نفرت اگلیز تقدیر کے مرکب افراد کی نشاندہی کرے۔

## سول سو سائیٹی (مگر ان اداروں، سیاسی جماعتوں اور تنظیموں) کے لیے

1. سیاسی جماعتوں کے عوامی اجتماعات میں انتہا پسندی کی مدد اور تنوع برقرار رکھنے والے بیانے کو عام کیا جائے۔
2. اساتذہ، وکلاء، علماء، میڈیا اور ارکان پارلیمنٹ سیاست معاشرے کے مختلف طبقات کے ساتھ ملک کو درپیش اہم فکری مسائل خصوصاً معاشرہ و ریاست اور معاشرہ و مذہب کے تعلق پر مکالمہ کرایا جائے۔
3. ریگولیٹری اداروں کی مگرانی کی جائے جیسا کہ، یہ مرکزی معاملے میں اس بات کو تینی بنیادیں کے اس کے قوانین  
صحیح طریق سے نافذ ا عمل ہوں۔ پیٹی اے کے معاملے میں کہ نفرت انگیز افہار کی حرکیات کیا ہیں۔
4. اداکاروں، صحافیوں، سکرپٹ لکھنے والوں، اساتذہ، صحافیوں، ماہرین تعلیم اور مذہبی مفکرین کو انتہا پسندی اور تنوع  
کے بارے میں شعور دیا جائے، تاکہ ان کے عمل سے ہم آہنگ جھلکتی ہو۔
5. سیاسی جماعتوں اور صحافتی اداروں کی جانچ پڑھانے کے رجحان کو فروغ دیا جائے۔
6. کمیونٹی میں اثر و رسوخ رکھنے والوں جیسا کہ والدین، رشتہ داروں، مقامی رائے سازوں اور نوجوانوں کو بنیاد پرستی  
کے خطرات سے آگاہ کیا جائے۔

## مذہبی سکارز کے لیے

7. انتہا پسندوں کے دلائل اور ان کے ذرائع پر نظر رکھیں جو تشدد کی وجہ بنتے ہیں، تکفیر (کسی کو کافر قرار دینے کی  
مشق) جیسے تصورات کا تفصیلی جواب دیں۔
8. سماجی علوم کے مفکرین سے مسلسل رابطہ، موجودہ چینیج پر ان کی رائے اور رد عمل معلوم کی جائے۔
9. ایسی مذہبی توجیحات جو کہ آئین سے متصادم ہوں یا آئین میں دی گئی مذہبی آزادیوں سے متصادم ہوں ان پر پابندی  
لگائی جائے۔
10. اساتذہ، وکلاء، علماء، میڈیا اور ارکان پارلیمنٹ سیاست معاشرے کے مختلف طبقات کے ساتھ ملک کو درپیش اہم فکری  
مسائل خصوصاً معاشرہ و ریاست اور معاشرہ و مذہب کے تعلق پر مکالمہ کرائیں۔

صحافی اداروں کے لیے

11. نیوزروم میں تنوع کو برقرار رکھا جائے۔
12. ادارتی پالیسی واضح ہونی چاہئے۔
13. خبروں میں حقائق کا جائزہ لینے کے رجحان کو فروغ دیا جائے۔
14. ادارتی کمیٹیوں کی کارکردگی پر نظر رکھی جائے۔
15. مختلف مسائل جیسا کہ انتہا پسندی وغیرہ کے خلاف صحافیوں کو تربیت دی جائے اور اس حوالے سے ایک باقائدہ نظام وضع کیا جائے۔

## عملی اقدامات کے لئے سازگار ماحول کا قیام

پالیسی اقدامات کے علاوہ بھی متعدد اقدامات ہیں جو کہ اگر مختلف ریاستی اداروں کی طرف سے اٹھائے جائیں تو بڑی حد تک عسکریت پسندی کے پنپنے کے موقع کو کم کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے کچھ نکات سفارشات کے حصے میں بیان کیے جا چکے ہیں۔ وہاں پر وہ الگ الگ پیش کیے گئے ہیں کیونکہ وہاں ان کا تنزد کردہ خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے جنہیں سب کو اپنانا چاہیے اور دوسرا وجہ کہ یہ نکات مشاورت میں بار بار سامنے آئے ہیں۔

### • تزویری اتنی ترجیحات کا جائزہ

1: ریاست ملک کے اندر عسکریت پسندوں کے حملوں کا الزام ہمسایہ ممالک پر عائد کرتی ہے لیکن ناقہ دین بڑی حد تک ان حملوں کو ریاست کی لاپرواہی یا خاطے میں جملے کرنے والے گروہوں کی آبیاری کی پالیسی کے طور پر سمجھتے ہیں۔ یہ بہت واضح ہے کہ پاکستان مخالف عسکریت پسند اپنے آغاز میں تزویری اتنی حکمت عملی سے منسلک تھے۔ داخلی سلامتی کے حصول کے لیے تزویری اتنی نقطہ نظر کو دوبارہ مرتب کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

2: بہت سے گروہوں پر ”پر اکسی جنگ“ لڑنے کا لیگ نہ صرف ملک کے لیے سفارتی مسائل کا سبب بنتا ہے بلکہ آہستہ آہستہ وہ انتہائی دaisیں بازو کے طور پر ریاست کے بیانیہ پر بھی کمزور حاصل کر لیتے ہیں جو کہ نہ صرف تزویری اتنی معاملات میں مداخلت ہے بلکہ مرکزی دھارے کی سیاست کو بھی ہلاکر کر دیتے ہیں۔ كالعدم عسکریت پسند گروہوں کے درمیان پیچیدہ تعلق کو سمجھنے کے لئے صرف چند کوششیں کی گئی ہیں جو کہ کبھی افغانستان، بھارت کے زیر انتظام کشمیر اور عالمی دہشت گرد تحریکوں میں ”جہاد“ کرنے میں ملوث رہے۔ پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز کی جانب سے کئے گئے ایک مطالعہ میں یہ بات سامنے آئی کہ کشمیر اور افغانستان میں برسر پیکار کالعدم عسکری گروہوں نے نہ صرف پاکستان مخالف گروہوں کو انسانی وسائل فراہم کئے بلکہ انہیں فکری مدد اور جہاد کے نام پر تشدد کا جواز بھی فراہم کیا۔

3: اس پس منظر میں پاکستان کی جغرافیائی ترجیحات کا ایک کلی جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ ملک کی داخلی سلامتی میں کسی قسم کی خامی کے امکانات میں کمی کی جاسکے۔ یہ جائزہ ملک میں تشدد کے نظرات کو کم کرنے کے لیے

پالیسی اقدامات تجویز کرے، اور ہمسایہ ممالک خصوصاً افغانستان، بھارت اور ایران کے ساتھ تعلقات میں بہتری لائے۔

سازگار ماحول کے لئے جو دیگر اقدامات اس حوالے سے تجویز کئے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- (الف) سول سوسائٹی، میڈیا، تعلیم، ثقافتی سیاحت، تجارت اور عوامی سطح پر ابطالوں کو بڑھانا۔
- (ب) پاکستانی میڈیا اور صحافیوں کو دہشتگردی اور خارج پالیسی کے مسائل خصوصاً ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات پر ترقی پسند اور پیشہ و رانہ طریقے سے روپرٹنگ کی تربیت دینا۔
- (ج) صوبائی حکومتوں کو تعلیم اور نصاب پر اصلاحات سے روشناس کرنا اور قائل کرنا۔
- (د) سول سوسائٹی اور آزاد تحقیقاتی اداروں کو خارج پالیسی اور تزویر اتنی مسائل کی وسیع پیمانے پر تحقیق کرنے اور اسے پھیلانے کے لئے آگئی اور مدد فراہم کرنا۔
- (س) ٹریک-2 چینیز کو مضبوط کرنا اور ہمسایہ ممالک کے نمائندوں کو پاکستان میں مکالموں اور اجلاسوں کے لیے مدعو کرنے کے لئے رابط فورم بنانا۔ ارکان پارلیمنٹ اور سیاسی رہنماؤں کے تباہ لوں کو بڑھانا۔

#### • قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سیکورٹی ایجنسیوں میں رابطہ کاری

سیکورٹی ایجنسیوں کے درمیان رابطہ کاری بہت ضروری ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کوششیں کی جانی چاہئیں کہ رابطہ کاری ہو اور خلاف ورزی پر احتساب ہو۔

اس کے لیے ملک کے مکمل پولیس، نادرا، نیکشا، ایف آئی اے اور سٹیٹ بینک آف پاکستان کے ساتھ مل کر دہشتگردوں کا قومی ڈینا بینک تیار کیا جائے، ڈینا بینک میں درج ذیل خصوصیات ہونی چاہئیں:

- (الف) مطلوبہ، مشتبہ اور گرفتار دہشت گروں اور ان کے گروپوں کے بارے میں تازہ ترین معلومات پر مشتمل ”ریڈ بک“ کی تیاری۔

(ب) نیشنل ڈیپینک کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک عوای استعمال کے لیے، جس میں دہشتگردوں اور ان کی سرگرمیوں کے بارے میں تفصیلات شامل ہوں، دوسرے حصے کو پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے مخصوص کیا جائے جو کہ مشتبہ اور ان سرگرم دہشتگردوں جن کے نام فور تھ شیوں میں رکھے گئے ہیں کے بینک اکاؤنٹس، مالی لین دین کے کوائف، جائیداد اور دیگر اثاثوں کی تفصیلات پر مشتمل ہو۔

(ج) اس میں معلومات مہیا کرنے کے لیے ایک عام ویب سائٹ نیکٹا کی زیر گمراہی بنائی جاسکتی ہے، اور تمام پولیس اور متعلقہ حکام کو ہفتہ وار یا ماہانہ بنیاد پر تازہ ترین معلومات فراہم کرنے کا پابند کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام صوبوں کی اپنی فارنزک لیبارٹریاں ہوں جو کہ نیشنل فارنزک لیبارٹری اسلام آباد سے منسلک ہوں۔

## • شفاف اور بہتر حکمرانی

ایک مناسب طرزِ حکمرانی کا نظام لوگوں خصوصاً نوجوانوں کو نہ صرف بنیاد پرستی اور انتہا پسندی میں مبتلا ہونے سے روکتا ہے، بلکہ قانون کی حکمرانی، انتظامی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی گمراہی کو بھی مستحکم کرتا ہے۔ ملک کے زیادہ حصے میں بہتر اسلوبِ حکمرانی کی ضرورت ہے۔ خراب طرزِ حکمرانی، عسکریت پسندی کے بارے میں حکومت کی سنجیدگی کے بارے میں اعتماد میں کی پیدا کرتا ہے۔

خیر پختو خواہ اور فنا میں ترقیاتی کاموں کی تیزی سے تکمیل اہم ہے، حکومت کو آئی ڈی پیز (عارضی طور پر بے گھر افراد، جنہیں ڈی پیز بھی کہا جاتا ہے) کو مکمل سہولیات فراہم کرنے کے لیے سرکاری مکاموں کی طرف سے نہ صرف فوری کارروائی کی ضرورت ہے بلکہ اس طرح کی خیراتی تنظیموں کی طرف سے غیر مطلوبہ طرزِ عمل کی جانچ پڑتال کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ بے گھر افراد کا ریاست پر اعتماد بڑھانے کے لئے حکومتی امدادی اداروں کو مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔

## محوزہ لائجہ عمل

### • داخلی سلامتی پالیسی

داخلی سلامتی پالیسی کا مکمل طور پر از سر نو جائزہ لیا جائے اور اسے اس قابل بنایا جائے کہ وہ دہشت گروں کے خلاف فوری رد عمل سے آگے بھی دیکھئے۔ داخلی سلامتی پالیسی کے لئے مجوزہ لائجہ عمل کے تحت عسکریت پسندوں، انتہا پسندوں اور جرائم پیشہ افراد کا گلہ جوڑ توڑ کر، علیحدگی پسند رجحانات کے خاتمے: برداشتی جغرافیائی پالیسیوں کے داخلی سلامتی پر اثرات، انٹرنیٹ کی گرافی اور ملک کی سرحدوں کو محفوظ بنانا کرنے کی نیاد پرستی، عسکری پسندی اور منظم جرائم کا مقابلہ ہونا چاہیے۔ نظر ثانی شدہ فریم ورک میں بھی انسانی سلامتی جیسے عناصر شامل ہونے چاہئیں۔ داخلی سلامتی پالیسی پر نظر ثانی کرنے کے بعد انسداد دہشت گردی کے نیشنل ایکشن پلان جیسے اہم اقدامات شامل ہونے چاہئیں اور نیادی حقوق کو برقرار کرنا یقینی بنایا جائے۔

### • انسداد دہشتگردی کا لائجہ عمل

ملک کی انسداد دہشت گردی اور انسداد انتہا پسندی کی منصوبہ بندی اور نیشنل ایکشن پلان کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور اس کو دو و سیع تر حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

انسداد دہشت گردی (CT) انسداد پر تشدد انتہا پسندی (CVE)

○ پہلا حصہ انسداد دہشت گردی، فوری طور پر اثر انداز ہو کر عسکریت پسندی کی ٹھوس شکل سے نمٹے۔

○ دوسرا حصہ انسداد پر تشدد انتہا پسندی، عسکریت پسندی کی نظری شکل اور اس کے عوامل سے طویل مدتی نتائج کی نیاد پر نمٹنے کے لئے وقف ہو۔

انسداد انتہا پسندی	انسداد دہشت گردی
مدارس کی اصلاحات	پالیسیوں میں اصلاحات
شدت پسندوں کی ستائش پر پابندی	سیکورٹی اداروں میں تعاوون
مختلف عسکری گروہوں بالخصوص بلوجھستان کے گروہوں کے ساتھ مفاہمت	عسکری گروہوں کے خلاف کارروائی

مختلف نوع کے عسکریت پسندوں کی بحالی	منافر انہ افہار پر پابندی
تعلیمی اصلاحات و ثقافتی سرگرمیوں کا فروغ	دہشت گردوں کی مالی مدد پر پابندی
فرقد واریت کا انداد	عسکریت پسندوں کے موافقانی نیٹ ورک کا خاتمه
عدالتی اصلاحات	انتہا پسندوں کی جانب سے انٹرنیٹ پر پھیلائے جانے والے مواد کا تدارک
	کریمینل جسٹس سسٹم میں خرابیوں کی اصلاح
	سرحدوں کی نگرانی

### شہریت کا ڈھانچہ

شہریت کے ایسے مساوی ڈھانچے کو فروغ دیا جائے جس میں تمام پاکستانیوں کو ان کے عقائد اور نسل سے ماوراء مساوی درجہ حاصل ہو۔ جس کے تحت لامحلاً اقلیتوں کو بھی تحفظ حاصل ہو گا بصورت دیگر انہیں قومی دھارے سے الگ کر دیا جائے گا۔ پاکستان کے لئے غیر مسلموں کی خدمات کو تسلیم کیا جائے۔

## مباحثہ

### مذہبی فکر اور تنازعات کا حل

20 مارچ 2017 کو پہلے ورکنگ گروپ کا اجلاس ہوا جس نے انسداد انتہا پسندی کے لئے مذہبی بنیادوں پر مشتمل ایک بیانیہ تجویز کیا۔ گروپ نے اس بات پر بحث کی کہ انتہا پسند اپنی پر تشدد کارروائیوں کی توجیح مذہبی روایات اور اسلامی تاریخ میں بیان کرتے ہیں، اس کا سد باب کیسے کیا جائے؟ شرکاء نے کہا کہ اس موضوع پر مسلسل مکالمے ہونے چاہیں کیونکہ جب تک مذہب اور انتہا پسندی کا باہمی تعلق موجود ہے ایسے مباحثت ناگزیر ہیں۔ لیکن اس موقع پر کئی شرکاء نے یہ بھی کہا کہ اس تنازع کا ذمہ دار صرف مذہبی طرز فکر نہیں ہے بلکہ عالمی حالات بھی اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک مفکر نے کہا کہ مذہبی تنظیمیں کسی فتوے کی پیداوار نہیں ہیں۔

ایک شریک گفتگو نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم انتہا پسندوں کی مذہبی فکر کو سماجی تناظر میں دیکھیں کہ کہیں اس کی وجہ سماجی ناہمواریاں تو نہیں ہیں۔ اس لئے تجویز کیا گیا کہ انسداد انتہا پسندی کے لئے غیر مذہبی عناصر کو بھی ذہن میں رکھا جائے۔

ایک شریک گفتگو نے کہا کہ اگر نئے بیانے کو پہلے سے موجود بیانے کے رد میں بنایا جائے گا تو یہ نتیجہ خیر ثابت نہیں ہو گا۔ اس لئے نیا بیانیہ کسی پہلے بیانیے کے رد عمل میں نہیں بلکہ ترقی پسندانہ سوچ اور معاشرے کی ناگزیر ضرورت کے طور پر پیش کیا جائے تاکہ وہ معاشرے میں سراحت کر سکے۔

جب بات ریاست اور معاشرے کے باہمی تعلق کی آتی ہے تو پھر بیانے کو معاشرتی ضروریات کا آئینہ دار ہونا چاہئے۔ ورکنگ گروپ نے یہ بھی تجویز کیا کہ مفکرین انتہا پسندوں کے پر ایگنڈے کا جواب دیں جس کی تشهیر حکومت کرے۔

نئے بیانے کا مقصد یہ جائزہ بھی لینا ہے کہ انتہا پسند کیا چاہئے ہیں اور جب بات انتہا پسند بیانے کا جائزہ لینے کی ہو گی تو پھر مذہبی مفکرین کو ان کے پر تشدد طریقے کی بھی مخالفت کرنی پڑے گی جو فی الوقت نہیں ہو رہی۔ شرکاء نے کہا کہ جب انتہا پسندی کے خلاف رد عمل کی بات ہو تو ایسا تاثر نہ ابھرے کہ یہ مغرب کے ایماپر کیا جا رہا ہے۔ مغرب کو ایک بڑی طاقت کے طور پر پیش کرنے کی بجائے اس کی علمی کاؤشوں کو سامنے لایا جائے۔

## عسکریت پسندوں کی واپسی اور بھائی

دوسرے گروپ کا اجلاس 27 مارچ 2017 کو ہوا۔ اس نے ایسا نظام وضع کرنے پر بات چیت کی جس کے تحت ایسے عسکریت پسند جو کہ تشدید اور تکفیر ترک کر کے واپس آنچا ہتے ہیں ان کے لئے کوئی راستہ تلاش کیا جائے۔ اگر واپسی کا حکم کھلا اعلان کیا گیا باخصوص ان کے لئے جنہوں نے پاکستان میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا تو اس بات کا خدشہ ہے کہ اس کی ثبت نتائج نہیں نکلیں گے۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ وقت طور پر یا حالات کے دباؤ میں وہ تھیار پھینک دیں لیکن پھر مناسب وقت پر اٹھا لیں مگر ورنگ گروپ کے زیادہ تر شرکاء اس بات پر متفق پائے گئے کہ عسکریت پسندی کا مقابلہ کرنے کے لئے کچھ نرم روپ ایسا بھی متعارف کرانی ہوں گی۔ جس کے تحت کچھ سابق عسکریت پسندوں کو واپسی کا راستہ دینا ہو گا۔

گروپ کو بتایا گیا کہ روایتی عسکری گروہ جو کشمیر کی آزادی یا نفاذِ اسلام کے لئے کمرستہ ہیں ان کی واپسی کے امکانات زیادہ ہیں۔ کیونکہ یہ گروہ ملک بھر میں پھیلا ہوا تنظیمی ڈھانچہ کی قیمت پر کھونا نہیں چاہتے اور اگر ان کے بارے میں بروقت فیصلہ نہ کیا گیا تو یہ ریاست کے خلاف صفت آراء ہو سکتے ہیں۔ ایک شریک گفتگو نے بگلہ دیش، ملاشیا، مرکش، اردن، یمن، سعودی عرب اور مصر کے وہ ماؤل بھی پیش کئے جن کے ذریعے عسکریت پسندوں کی بحالی کی گئی۔ اس موقع پر دیگر شرکاء نے کہا کہ ہمیں ان ماؤلز سے استفادہ حاصل کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں مفکرین، اساتذہ اور نفیات دانوں کی مدد لے کر جیلوں میں بند شدت پسندوں اور ان کے گھروالوں کے ساتھ مکالمہ کرنا چاہئے۔ ایک شریک گفتگو نے کہا کہ ملک میں جمہوری اقدار کو روانچ دیا جائے۔ ایک نے کہا کہ وہ عسکری گروہ جو پاکستان میں اور وہ جو پاکستان سے باہر کارروائیوں میں مصروف ہیں انہیں ایک ساتھ شمارنہ کیا جائے کیونکہ دوسرے نوعیت والے گروہوں کا پاکستان میں کوئی ایجاد نہیں ہے۔

جب بات فرقہ وارانہ گروہوں سے متعلق کی جائے تو پھر عسکریت پسندی کا تعلق ایک دوسرے کی تکفیر سے بھی ہے۔ اگر عسکریت پسند تکفیر کو ترک کر دیں تو کیا انہیں قول کر لینا چاہئے؟ اس موقع پر یہ سوال بھی سامنے آیا کہ پھر ان جماعتوں کے پاس کیا جواز رہ جائے گا جس پر وہ سیاست کریں گی۔

اہل سنت والجماعت کے نمائندے سے جب پوچھا گیا کہ کیا ان کا گروپ شیعہ کی تکفیر ترک کر سکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے پلیٹ فارم سے 2003 کے بعد ایسا کوئی نعرہ بلند نہیں کیا گیا لیکن یہ معاملہ منتیوں کے دائرہ کار میں آتا

ہے جو فتویٰ جاری کرتے ہیں۔ جماعت الدعوة کے نمائندے نے کہا کہ وہ تکفیر کے نہ صرف مخالف ہیں بلکہ اس کی مخالفت میں اپنا لٹریچر بھی چھاپتے رہتے ہیں۔

ایک شریک گھنگوئے کہا کہ بلوچ علیحدگی پندوں کا معاملہ مختلف ہے ان کا مسئلہ خالصتاً معاشری اور سیاسی ہے اس لئے انہیں عام عسکریت پندوں کے ساتھ تبھی کر کے نہیں دیکھنا چاہئے۔ فتویٰ کے معاملے پر ریاست آگے آگر یہ اختیار کسی مخصوص ادارے کو سونپ دے جیسا کے کئی اسلامی ممالک میں ہو رہا ہے۔ مگر کچھ شرکاء نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ ریاست اس کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرے گی۔

نمبر شمار	مکمل حل	رائے
۱	روایتی عسکری گروہوں کے لئے عام معانی کا اعلان	بالکل نہیں، بغیر عدالتی چارہ جوئی کے ایسا نہ کیا جائے
۲	عسکریت پندوں کے معاملات پر عدالتی کمیشن کا قیام	نہیں، پارلیمنٹی کمیشن کا قیام جو جہادی پالیسیوں کا جائزہ لے
۳	کا عدم تنظیموں کی گرانی کا نظام	پارلیمنٹ اس کو دیکھئے اور نیکان گرانی کرے
۵	جیلوں میں قید عسکریت پندوں کی اصلاح	یہ کام پولیس کی گرانی میں ہو اور جدت پسند مفکرین کی رہنمائی میں یہ کام کیا جائے۔

### تومی مکالمے کی ضرورت اور عمرانی معاہدے کے حدود خالی

3 اپریل 2017 کو تیرے درکنگ گروپ کا اجلاس ہوا۔ جس نے ملک کو در پیش سیاسی و سماجی مسائل پر ملک گیر مکالمے کی ضرورت پر زور دیا۔ بالخصوص ایسے مسائل جن کی کوکھ سے انتہا پسندی نے جنم لیا ہے۔

دوسرے مسلمان ممالک کی طرح پاکستان کو بھی مذہب اور ریاست کے باہمی تعلق کے بارے میں فکری اور نظری مسائل کا سامنا ہے۔ اس لئے شرکاء نے تجویز کیا کہ دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی اس کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مکالمہ ہونا چاہئے۔

زیادہ تر شرکاء نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا کہ ایک نئے معاهدہ عمرانی کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا موجودہ 1973 کا آئین ایسی دستاویز ہے جو مطلوبہ مقاصد پوری کرتی ہے۔ اس آئین کے ذریعے پہلے بھی کافی مسائل حل کئے گئے ہیں جس کی ایک مثال حالیہ اٹھارویں ترمیم ہے جس کے ذریعے صوبوں کو با اختیار بنایا گیا ہے۔ تاہم کئی شرکاء نے کہا کہ آئین کی بعض دفعات اقیتوں کی آزادی پر قدغن لگاتی ہیں جن کے خاتمے کے لئے آئین میں ترمیم کی جانی چاہئے جس کا طریقہ کار آئین میں درج ہے۔

شرکاء نے قومی مکالمے کے انعقاد کے لئے مختلف تجویز پر بات کی جن میں سے ایک موضوع یہ بھی تھا کہ ریاست اور مذہب کا باہمی تعلق کیسا ہونا چاہئے جس میں دیگر معاملات کے ساتھ ملک میں اقیتوں کے کردار پر بھی بحث ہونی چاہئے۔ کئی شرکاء نے ریاست کو موردِ الزام ٹھہرایا کہ ملک میں عدم برداشت کی وجہ ریاستی پالیسیاں ہیں۔ ایک اور معاملہ ریاست اور شہریوں کے باہمی تعلق کا بھی ہے۔ جس پر شرکاء نے کہا کہ آئین پر عمل درآمد ہونا چاہئے۔ شرکاء نے کہا کہ ایک مکالمہ سول سو سائٹی اور اشراقیہ کے درمیان بھی ہونا چاہئے۔ اسی طرح ملک میں سول ملڑی تعلقات پر بھی بحث ہونی چاہئے۔ ایک شریک گفتگو نے کہا کہ جدید اور وایتی مسلمانوں کے درمیان جو تنازع ہے اس پر بھی بات ہونی چاہئے۔

شرکاء نے کہا کہ کسی بھی مکالمے کے انعقاد کے لئے آئین سے رہنمائی لی جانی چاہئے۔ ایک شریک گفتگو نے کہا جو لوگ پاکستان کے آئین کو غیر اسلامی کہتے ہیں انہیں اگر بتایا جائے کہ اس میں کچھ بھی غیر اسلامی نہیں ہے تو ان کے ساتھ مکالمے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

### نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد

چوتھے ورکنگ گروپ کا جلاس 10 اپریل 2017 کو ہوا۔ جس میں نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کا جائزہ لیا گیا۔ شرکاء نے کہا کہ دہشت گروں کے خلاف کامیابیاں و قبی نویت کی ہیں کیونکہ صرف فوجی حکمت عملی کو کار گر خیال کیا جا رہا ہے اس لئے دیر پاشرات کے لئے نیشنل ایکشن پلان پر از سر نوغور کیا جائے۔ انسداد دہشت گردی کا ڈھانچہ بنانا حکومت کی ہی ذمہ داری ہے۔ جب نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کی بات ہوتی ہے تو حکومت صرف نگرانی پر تو انہیں صرف کرتی نظر آتی ہے۔ شرکاء نے نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد میں بعض سولیں اور عسکری اداروں پر تنقید کی کہ انہوں نے اس پلان پر عمل درآمد کرنے میں بچکا ہٹ کا مظاہرہ کیا۔

شر کاءنے یہ بات بھی نوٹ کی کہ کراچی اور پنجاب میں فوجی آپریشنوں کا نتیجہ اس لئے بھی سامنے نہیں آیا کیونکہ کریمینل جسٹس سسٹم میں خامیاں ہیں۔ اسی طرح فوج اپنی پرانی پالیسی پر عمل پیرا ہے کچھ گروہ اس کے لئے اچھے ہیں اور کچھ برے ہیں۔ اسی طرح شر کاءنے کہا کہ عسکری اداروں نے بلوجستان میں مفاہمتی عمل کو متاثر کیا ہے۔ صوبوں میں اپیکس کمیٹیوں کے دائرہ کارپر بھی بحث کی گئی۔ مجموعی طور پر یہ بات نوٹ کی گئی کہ انسدادِ ہشت گردی کی تمام کارروائیاں یا عسکری ادارے کر رہے ہیں یا وہ ان کا رواجیوں کا حصہ ہیں۔ شر کاءنے کہا کہ سولیین اداروں، پارلیمنٹ، وزیر اعظم سیکریٹریٹ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے کہ نیشنل ایکشن پلان کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

**نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کے حوالے سے گروپ کے مشاہدات درج ذیل ہیں:**

نکات	مشاہدات
1.	باؤ جود کچھ و تقویں کے سزاۓ موت پر عمل درآمد جاری ہے۔ ناقدین یہ سوال کرتے ہیں کہ سزاۓ موت کی بحالی کے بعد ہشت گردی کس حد تک کم ہوئی؟ اور کہتے ہیں کہ ایسی سزاۓ عکاسی کرتی ہیں کہ پاکستان کا دہشت گردی کے خلاف رد عمل سخت گیر ہے۔
2.	فوج کی زیر گرانی خصوصی عدالت کا قیام۔ ان عدالتوں کی مدت میں دوبارہ توسعی کر دی گئی۔ اس مرتبہ کچھ شرائط شامل کی گئیں جیسا کہ ملزم کو وکیل کرنے کی اجازت دی گئی۔ اگرچہ بڑی حد تک فوجی عدالتوں کی کارروائی کی تفصیلات خفیہ ہیں۔ ایک رکن نے دلیل دی کہ فوجی عدالتوں پر نظر ثانی کے فیملوں سے ان کی افادیت ختم ہو گئی ہے اگر سولین عدالتوں کو بھی ایسے اختیارات دیے جاتے تو وہ بھی بہتر فیصلے کر تیں۔
3.	عسکریت پسند تنظیموں اور مسلح گروپوں کو ملک میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جبکہ بعض نے کہا کہ ریاست کو معاملے کی شدت کا احساس ہے جبکہ بعض نے کہا کہ

مشاهدات	نکات	
<p>پاکستان کے اندر حملے کرنے والوں کی نہاد کرنے کی پالیسی اور ملک کے باہر حملے کرنے والوں کو معاف کرنے کی پالیسی ختم کریں۔ اگر ایسا ہی کیا جانا ہے تو پھر بتائیں اچھے نہیں ہو سکتے۔</p>	جائے گی۔	
<p>لیکن کچھ کاغذی تھا کہ حکومت کا عدم تنقیبیوں کی سرگرمیوں کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ جیسا کہ کئی گروپ تبدیل شدہ نام کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان میں وہ گروپ بھی ہیں جو پاکستان سے باہر جا کر حملے کرتے ہیں۔ ایک رکن نے تجویز دی کہ اگر حکومت نے پرانی پالیسی سے سنجیدگی سے لا تعلقی خالہ کی تو مبہی جملوں اور پٹھان کوٹ دہشت گرد جملوں کے واقعات کی تحقیقات میں تیزی آئے گی جن کا لزام مبینہ طور پر پاکستان میں مقیم گروہوں پر عائد کیا جاتا ہے۔</p>		
<p>نیکٹا نے اپنی ویب سائٹ کا آغاز کر دیا ہے جس پر اس کا تنظیمی ڈھانچہ دیا گیا ہے۔ نیکٹا وزارت داخلہ کے ذیلی ادارے کے طور پر کام کرتی ہے مگر اسے اصولاً وزیر اعظم کے ماتحت ہونا چاہئے۔</p>	<p>انداد دہشت گردی کے ادارے نیکٹا کو مضبوط کرنا ہو گا۔</p>	4.
<p>ایک رکن نے دلیل دی کہ نیکٹا جفرانیائی رہنمائی کرے اور اسے تمام انتہی جنس اداروں کے درمیان مرکزی کردار ادا کرنا چاہئے نہ کہ روز مرہ کے امور نمائی رہے۔ ایک شریک گفتگو نے کہا کہ نیکٹا ایش پلان پر عملہ آمد کے لیے تمام کام نیکٹا کے حوالے کر دینا چاہیے۔</p>		
<p>ملک کے موجودہ قوانین نفرت انگیز اظہار کے خلاف موثر ہیں لیکن اس کے لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو تربیت دیں اور ان کو متعلقہ سہولیات فراہم کریں۔ یہاں پر بڑے پیمانے پر نفرت آمیز مواد کے آزادانہ طور پر دستیاب ہونے کی روپریش ہیں اور دوسری</p>	<p>ایسے اخبارات و جرائد اور تحریری مواد کیخلاف سخت کارروائی ہوگی جو نفرت، انتہا پسندی اور فرقہ وارne</p>	5.

مشاهدات	نکات	
طرف پولیس بازاروں سے صرف کتابوں کے سرورق دیکھ کر انہیں ہٹارہی ہے۔	عدم برداشت کو پھیلانے میں ملوث ہوں گے۔	
عسکریت پندوں کے کچھ اکاؤنٹس کو منجد کر دیا گیا ہے لیکن دہشت گردی کو فرود دینے والے آزاد ہیں۔ دہشت گروں کی مالی مدد کے حوالے سے اتنی پیش رفت ضرور ہوتی کہ وزیر خزانہ کی سربراہی میں ایک خصوصی ٹاسک فورس بنائی جا رہی ہے جو دہشت گروں کی مالی مدد پر نظر رکھے گی۔	6. دہشت گروں اور دہشت گرد تنظیموں کی آمدن پر ضرب لگانا۔	
کا عدم تنظیمیں کی عوامی سرگرمیاں بھی تک جاری ہیں۔ بہت ساری تنظیمیں محض اپنے نام تبدیل کر کے کام کر رہی ہیں۔ ایک شریک گفتگو نے تجویز دی کہ حکومت گروہوں کو نشانہ بنانے کی بجائے ان کے پیچھے موجود افراد پر نظر رکھے اور انہیں اسلحہ لا سنسوں اور پاسپورٹ کا اجرانہ کرے۔ مجموعی طور پر یہاں کا عدم تنظیمیں کی نگرانی یا جائزے کے لیے کوئی طریقہ کار موجود نہیں۔ یہ فقط تفصیل کے ساتھ دوسرے ورنگ گروپ میں بھی زیر بحث رہا جس کی تفصیل پاک انسٹی ٹیوٹ کے جیدے میں دی گئی ہے۔	7. کا عدم تنظیمیں کے دوبارہ ابھرنے سے روکنے کی یقین دہانی کرائی جائے۔	
چاروں صوبوں کی پولیس میں انسداد دہشت گردی فورس میں خصوصی ماہر افراد ہونے کے باوجود تعاون کا فائدہ ان ہے۔	ایک سرشار انسداد دہشت گردی فورس کا قیام اور تعیناتی۔	8.
اگرچہ اس سلسلے میں وزیر اعظم کے دفتر سے ثبت اشارے ضرور ملے ہیں مگر پھر بھی شیعوں کے ساتھ احمدیوں پر حملے جاری ہیں۔	مذہب کے نام پر ظلم و ستم کی ممانعت	9.

نکات	مشاهدات
10.	<p>درسوں کی نیگنگ کے علاوہ رجسٹریشن کرنے کا جو نیا عمل شروع ہوا تھا اسے بھی بند کر دیا گیا ہے۔ جس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ بعض سیاسی جماعتیں جن میں حکومت کے اتحادی بھی شامل ہیں ان کے دباؤ پر تمام عمل روک دیا گیا ہے۔ کم از کم ایک رکن نے کہا 37 درسوں کے خلاف کارروائی کی جانی چاہیے جن کے بارے میں حکومت نے خود کہا کہ یہ عسکریت پسندی میں ملوث ہیں۔</p> <p>گروپ نے درسوں میں اصلاحات اور گمراہی کرنے پر بحث کی۔ ایک نے دلیل دی کہ مدارس کے طلباء کو ان کے حال پر نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ مدارس میں اصلاحات کی جانی چاہیں، مدارس کو بند کر دینا مسئلے کا حل نہیں ہے۔</p>
11.	<p>میڈیا کی گمراہی کرنے والے ادارے نے میڈیا کو عسکریت پسندوں کی تعریف کرنے پر خبردار کیا ہے۔ مشمول ان کے جو ملک کے باہر بھی حملے کرتے ہیں اور کچھ چیلز کو جرمانہ بھی کیا گیا ہے۔</p> <p>پرنٹ اور الیکٹریک ایکٹنگ میڈیا پر كالعدم تنظیموں کی ستائش پر پابندی</p>
12.	<p>حکومت نے پانچ سال بعد فاتا کو خیر پختونخواہ کے ساتھ ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور حکومت کی تجوادیز کی روشنی میں فاتا اصلاحات پر کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ کچھ حلتے فکر مدد ہیں کہ پانچ سال بعد حالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ فاتا کی صوبائی حیثیت کی بحث کے ساتھ کم از کم ایف سی آر کو تو ختم کریں۔</p> <p>فاتا میں انتظامی اور ترقیاتی اصلاحات کے ساتھ فوری طور پر دہشت گردی سے متاثرہ افراد کی بحالی</p>
13.	<p>حکومت کے دعووں کے بر عکس دہشت گردی کے نیٹ ورکس مکمل طور پر ختم نہیں ہوئے جس کی مثال یہ ہے کہ بڑے دہشت گرد حملے جاری ہیں جو ان نیٹ ورکس کے فعل ہونے اور ان کے باہمی تعاون</p> <p>دہشت گروں کے مواصلاتی نیٹ ورک کو مکمل</p>

مشاهدات	نکات
کاپیتے دیتے ہیں۔	طور پر ختم کر دیا جائے گا۔
سول سو سائٹی کو خدشہ ہے کہ پاکستانی الکیٹر انک کرامخ ایکٹ 2016 شہری آزادیوں پر قد غن لگاتا ہے۔ گروپ کو کہا گیا کہ کیسے دہشت گرد سماجی رابطوں کی ویب سائٹ استعمال کرتے ہیں۔ اکثر وہ عوامی پوسٹوں پر لوگوں کے پیغامات کی نگرانی کرتے اور پھر ان کو نجی طور پر پیغام دیتے ہیں جن کے بارے میں انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس جانب رجحان رکھتے ہیں۔ انتہا پسند جمہوری نظام پر تنقید کرتے ہیں جعلی پیغامات کو پوست کرتے ہیں اور سماجی رابطوں کی ویب سائٹ پر لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں۔	اندرا دہشت گردی کے لیے انٹرنیٹ اور سماجی رابطوں کی ویب سائٹس کے خلاف اقدامات۔
پنجاب پاکستان کا دل ہے جس پر توجہ کی ضرورت ہے اگرچہ پنجاب کے بارے میں سوال نیشنل ایکشن پلان میں شامل کیا گیا تھا ایک رکن نے کہا کہ جنوبی پنجاب کو دہشت گروہوں کا مرکز تسلیم کرنے میں حکومت نے کئی سال لگائے اور اس کے بعد ریخبرز کو آپریشن کرنے کی اجازت ملی۔	پنجاب میں عسکریت پسندی کی کوئی جگہ نہیں
ارکین نے کہا کہ کراچی آپریشن سیاست کا شکار ہو گیا ہے یہاں پر بڑی تعداد میں گرفتاریاں ہوئیں بعد میں اسی تعداد میں رہائیاں بھی ہوئیں۔ کراچی میں امن عارضی لگتا ہے کیونکہ مسائل اپنی جگہ موجود ہیں۔ وہاں قبضوں، سیاسی اور نسلی مسائل پر کوئی توجہ نہیں۔	کراچی کے آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔
مفاہمت کی کوششیں سابق وزیر اعلیٰ عبد المالک بلوچ کے جانے کے ساتھ ہی ناکام ہو گئیں۔ اب صوبے میں اصل طاقت فوج کے پاس ہے بلوچستان میں سول حکومت کو مضبوط کرنا چاہئے۔ البتہ ایک رکن	بلوچستان کی حکومت کو سیاسی مفاہمت کے لیے تمام فریقوں کے ساتھ مکمل اور

نکات	مشاهدات
آزادانہ طور پر اختیار کیا جائے۔	نے کہا کہ کم درجے کے جنگیوں کے ساتھ مناہمت ہو رہی ہے مگر خدشہ ہے کہ وہ دوبارہ تھیار نہ اٹھائیں۔
.18	فرقہ وارانہ دہشت گروں سے منٹنے کے بارے میں حکومت کی حکمت عملی انسداد دہشت گردی کے گرد گھومتی ہے اس بات کا جائزہ لئے بغیر کہ فرقہ واریت کی وجہات کیا ہیں۔
.19	افغان مہاجرین کی بے دخلی اور ان کی رجسٹریشن جاری ہے باوجود اس کے وہ کسی دہشت گردی میں ملوث نہیں۔ 2016 میں بڑی تعداد میں افغانیوں کو واپس بھیجا گیا۔
.20	کریمنل جسٹس سسٹم میں اصلاحات نظام میں اصلاح کرنے کی بجائے فوجی عدالتیں قائم کرنے پر اکتفا کیا گیا، شرکاء نے اس سلسلے میں فوری پیش رفت کی ضرورت پر زور دیا باخصوص پولیس کی مشاورت سے انسداد دہشت گردی ایک 1997 کو بہتر بنایا جائے اور گواہان کے تحفظ کے حوالے سے کام کیا جائے۔

## آئین شہریت اور حکمرانی

پانچویں درستگاہ کا جلاس 17 اپریل 2017 کو ہوا۔ جس میں اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ شہریوں کے مابین عدم مساوات، انتہا پسندی کے پنپنے کی وجہ بن رہی ہے۔ گروپ نے کہا کہ ایک جانب وہ علاقے ہیں جو قومی دھارے سے کٹے ہوئے ہیں جہاں انتہا پسند عناصر کو پنپنے کا موقع مل جاتا ہے جبکہ دوسری جانب وہ ان گروہوں کو نشانہ بناتے ہیں جنہیں معاشرے سے الگ کر دیا گیا ہے جن میں اقلیتیں شامل ہیں۔ گروپ کے ممبران نے کہا کہ آئین تمام شہریوں کو مساوی حقوق دیتا ہے۔ مساوی شہریت کافی حد تک آئین میں بیان کردی گئی ہے مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ گروپ نے

اس پر بھی غور و غوض کیا کہ کچھ گروہوں بالخصوص اقلیتوں کو آئین میں مساوی حقوق نہیں دے گئے اسی طرح بعض علاقوں میں قبائلی علاقے بھی آتے ہیں انہیں خصوصی درجہ کرنے کے نتیجے انسانی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔

گروپ نے کہا کہ جب آپ لوگوں کو مساوی حقوق نہیں دیتے تو پر تشدید انتہا پسندی پھیلتی ہے۔ ایک طرف شدت پسند ان علاقوں کو جو قومی دھارے سے کٹے ہوئے ہیں انہیں اپنی آماجگاہ بنالیتے ہیں جبکہ دوسری جانب قومی دھارے سے الگ طبقوں کو بھی شدت پسند نشانہ بناتے ہیں۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ انتہا پسند اس لئے ہتھیار اٹھاتے ہیں کیونکہ ریاست ان کے مطالبات پر توجہ نہیں دیتی۔

یہ بحث جاری ہے کہ انتہا پسندی کی وجہ خراب طرز حکمرانی ہے، غربت ہے یا جہالت، اور اگر ہے تو کیسے؟

ایک شریک گفتگو نے کہا کہ اگر غربت کو جہالت کہ وجہ سمجھ لیا جائے تو پھر افریقی ممالک جہاں ہم سے زیادہ غربت ہے وہاں انتہا پسندی کیوں نہیں ہے؟ تاہم مجموعی طور پر اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ انتظامیہ اور انتہا پسندی کا باہمی تعلق ضرور ہے کیونکہ اگر انتظامیہ عسکریت پسندوں کی سرگرمیوں پر نظر نہیں رکھی گی تو برے طرز حکمرانی کی وجہ سے جو ماحول پیدا ہو گا وہ عسکریت پسندوں کے لئے سازگار ہو گا۔ فاتا جیسے علاقے جو قومی دھارے سے الگ ہیں وہاں شہری سہولیات بھی کم ہیں۔ دیہی علاقوں کو سہولیات سے دور رکھنا براطائقی دور سے چلا آ رہا ہے جو دیہات کے لوگوں کو اپنے جغرافیائی مفادات کے لئے استعمال کرتے تھے۔ شرکاء نے کہا طاقتور کریمینل جسٹس سسٹم عسکریت پسندی کے پھیلاؤ میں رکاوٹ ثابت ہو سکتا ہے اس سے عسکریت پسندوں کا مواخذہ بھی ہو گا جس کی نشاندہ نیشنل ایکشن پلان میں کی گئی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری مقامی سطح پر کریمینل جسٹس سسٹم ہے جو ابتدائی طور پر جرام پیشہ افراد کی سرکوبی کرے گا جن میں سے کئی بعد ازاں انتہا پسندی کی جانب مائل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک ایجھے نظام انصاف سے عسکریت پسندوں کو اپنے پر ایگنڈے کے فروع میں دقت ہو گی کیونکہ بہت سے لوگ نا انصافی کی وجہ سے ان کی حملیت کرتے ہیں۔

### نوجوانوں کی شمولیت اور انتہا پسندی کا ندارک

چھٹے درکنگ گروپ کا اجلاس 18 اپریل 2017 کو ہوا۔ جس میں اس بات پر غور ہوا کہ نوجوانوں میں انتہا پسندی کیوں پھیل رہی ہے اور اس کے خاتمے کے لئے کیا حکمتِ عملی ہونی چاہئے؟

پاکستان کی 60 نیصد سے زائد آبادی 30 سال سے کم عمر کے افراد پر مشتمل ہے۔ انتہا پسندوں کی توجہ بھی انہی پر ہے، اگر نوجوان انتہا پسندی سے دور ہوں گے تو مجموعی طور پر انتہا پسندی بھی کم ہو گی۔ مگر شرکاء نے یہ بات بھی تسلیم کی کہ نوجوانوں میں انتہا پسندی کی کئی وجوہات ہیں اور اس میں دینی، شہری، مدارس، یونیورسٹیوں، امیر غریب ہر پس منظر کے نوجوان حٹی کہ خواتین بھی شامل ہیں۔ گروپ نے یہ بھی کہا کہ اگرچہ ہر سطح پر نوجوانوں میں انتہا پسندی کی حرکیات مختلف ہو سکتی ہیں اس لئے اس کے خاتمے کے لئے کئی سلطھوں پر مشتمل حکمتِ عملی کی ضرورت ہے۔ شرکاء نے کہا کہ دنیا کے بارے میں جو نقطہ نظر انتہا پسندوں کا ہے وہی تقریباً نوجوانوں کا ہے کیونکہ انہیں جو نصاب پڑھا جا رہا ہے اور جس قسم کے ڈرامے دکھائے جا رہے ہیں ان میں غیر مسلموں کے بارے میں مخصوص نقطہ نظر ہی بیان کیا جاتا ہے۔ شرکاء نے کہا کہ نوجوانوں کو ایسے موقع نہیں ملتے جہاں وہ اپنے خوابوں کی تعبیر پا سکیں۔ انتہا پسندانہ خیالات کی ایک وجہ ملنے کے محدود موقع بھی ہیں۔ جب نوجوانوں کو باہم میں جوں اور مباحثوں کے موقع زیادہ دستیاب تھے تو ایک دوسرے کے عقلائد کے بارے میں ان میں برداشت بھی زیادہ تھی۔ گھر کے اندر بھی اگر ایک دوسرے کو سمجھنے اور جانچنے کا ماحول ہو گا تو والدین کو پہنچ ہو گا کہ ان کے بچے کے اندر کون سے خیالات اور روحانات پر وان چڑھ رہے ہیں۔ اسی طرح استاد بھی کلاس رومز میں اپنے طالب علموں پر نظر رکھ سکتا ہے۔

شرکاء کو حکومت کے ان اقدامات کے بارے میں بتایا گیا ہم کا تعلق نوجوانوں کی فلاح سے ہے۔ مثال کے طور پر لیب ٹاپ سکیم، گروپ نے ان اقدامات کو سراہا اور کہا کہ ان کی مناسب تشہیر کی جانی چاہئے اور ان میں دینی اور درود راز کے پسمندہ علاقوں کے نوجوانوں کو بھی شامل کیا جائے۔ شرکاء نے کہا کہ نوجوانوں کو مناسب تعلیم دی جانی ضروری ہے جو اس وقت نہیں دی جا رہی۔ پسمندہ علاقوں کے نوجوانوں کو آگے آنے کے موقع ترجیحی بنیادوں پر فراہم کئے جائیں۔ فاماں اور بلوچستان کے لوگوں کو سیاسی حقوق کی فراہمی کے ساتھ وہاں کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی جائیں۔

### دور کم ابلاغی کا انتہا پسندی کے تدارک میں کردار

سا تویں درجہ گروپ کا جلاس 24 اپریل 2017 کو ہوا جس میں اس بات پر غور ہوا کہ انتہا پسندی کے خاتمے میں میدیا کا کیا کردار ہو سکتا ہے؟ یہ بات تسلیم کرتے ہوئے کہ آج کل انتہا پسندی کے پھیلنے میں پرنٹ، براؤ کا سٹ میڈیا اور انٹر نیٹ کا کردار ہے کہا گیا کہ پاکستان میں عسکریت پسندی اور میڈیا کا ارتقاء ایک ساتھ ہوا ہے۔ انتہا پسند بھی اپنے دور کی جدید ترین ٹکنالوژی سے آ رہتے ہیں۔ 1990ء میں عسکریت پسند تنظیموں القاعدہ وغیرہ کے پیغامات آڈیو کیسٹوں کے ذریعے

آتے تھے۔ 2000ء میں جب پرائیویٹ میڈیا کا ظہور ہوا تو اس کے بعد سے عسکریت پسندوں کے پیغامات میں بھی تیزی آگئی۔ سب شرکاء نے یہ بات تسلیم کی کہ میڈیا اور معاشرہ ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور صرف عسکری تنظیموں ہی نہیں بلکہ میڈیا بھی لوگوں کو عسکریت پسندی کی جانب مائل کرتا ہے۔ کئی شرکاء نے مقاومہ مواد کی تشبیہ پر میڈیا پر تقدیم کی۔ چونکہ میڈیا ایک صنعت ہے جس کی آمدن کا تعلق رینگ سے ہے اس لئے وہ لوگوں کو اپنی جانب راغب کرنے کے لئے متانج سے بے پرواہ ہو کر کچھ بھی کر گزرتا ہے۔

ایک شریک گفتگو نے بتایا کہ میڈیا سے وابستہ کئی لوگ جہادیوں کے زیر اثر بھی ہیں۔ کالعدم تنظیموں کے لوگوں کو اپنے شوز میں بلا یا جاتا ہے جہاں وہ اپنے نظریات بیان کرتے نظر آتے ہیں، شرکاء نے یہ بات زور دے کر کہی کہ صحافت میں یونیورسٹیوں سے لے کر نیوز رومز کی سطح تک اصول و ضوابط ہونے چاہئیں۔ ایک شریک گفتگو نے کہا کہ صحافیوں میں مطالعے کا رجحان بہت کم ہے۔ یہ بات بھی نوٹ کی گئی کہ میڈیا کے ضابطوں کا تعلق ٹالک شوز کی حد تک ہے جبکہ تفریجی پروگراموں کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے کہ وہ جو چاہیں دکھائیں۔ اکثر تفریجی پروگراموں میں غیر مسلموں کے بارے میں روایہ درست نہیں ہوتا۔ اسی طرح سرکاری ٹی وی بھی لوگوں میں صرف ایک نقطہ نظر کو ہی فروغ دے رہا ہے۔ گروپ نے ”عسکریت پسندوں کے میڈیا“ پر بھی بات کی۔ ایک شریک گفتگو نے کہا کہ ان کی اداراتی پالیسی بڑی واضح ہے اور ان کا حلقة محدود ہونے کے باوجود کئی جرائم کی اشاعت میں ہزار تک بھی ہے۔ یہ بات تسلیم کی گئی کہ اگر پیغمرا کے ضابطوں پر پوری طرح سے عمل کیا جائے تو انتہا پسندی کے تدارک میں مدد مل سکتی ہے۔

انٹرنیٹ پر شدت پسندانہ مواد کے بارے میں گروپ کو بتایا گیا کہ اس سلسلے میں ایک قانون پاس ہو چکا ہے جس کے تحت انٹرنیٹ پر مجرمانہ سرگرمیاں اب قابل گرفت ہیں اگرچہ شہری آزادیوں کے اداروں کو اس پر تحفظات ہیں مگر منافر انہ اور شدت پسندانہ مواد کے خاتمے کی جانب یہ قانون موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

### ثقافتی تنوع اور تکشیریت

آٹھویں ورکنگ گروپ کا اجلاس 25 اپریل 2017 کو ہوا۔ جس میں انتہا پسندانہ خیالات کو روکنے کے لئے ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ پر زور دیا گیا۔ گروپ نے تسلیم کیا کہ ثقافتی تنوع، انتہا پسند تنظیموں کے نشانے پر ہے اور ملک بھر میں انتہا پسند، ثقافت سے وابستہ افراد کو نشانہ بنارہے ہیں۔ ممبران نے کہا کہ شدت پسند اسلام کے نام پر عربی ثقافت کو

رواج دے رہے ہیں۔ ایک شریک گفتگو نے کہا کہ ”طالبانائزیشن“ دراصل ”عربینائشن“ ہے۔ گروپ نے اس بات پر بحث کی کہ جیسے جیسے مذہبی نظریات پھیل رہے ہیں ویسے ویسے مقامی ثقافتی سرگرمیاں ختم ہو رہی ہیں۔

لوگوں کی شناخت ان کی نسل کی بجائے اسلام بنتی جا رہی ہے۔ بہت سے شرکاء اس بات پر متفق پائے گئے کہ انہا پندی میں اضافے کی وجہ ریاست کی وہ پالیسیاں ہیں جو بعض خطرات سے منٹھنے کے لئے بنائی گئیں۔ ملک کی اشرافیہ سمجھتی ہے کہ نسلی تنوع قومی اتحاد کے راستے میں رکاوٹ ہے اس لئے وہ اسلام کو قومی شناخت بنا لانا چاہتی ہے۔ ایک شریک گفتگو نے کہا کہ عسکری اداروں نے سقوطِ ڈھاکہ کے بعد نسلی شناخت کی جگہ اسلامی شناخت کو رواج دینے کا سلسلہ شروع کیا۔

اگرچہ پاکستان جنوبی ایشیا کا حصہ ہے مگر بھارت کے ساتھ کشیدگی کی وجہ سے اس کی اشرافیہ خود کو مشرقی وسطیٰ کے ساتھ نتھی کر کے دیکھتی ہے اور عربی شناخت کو اسلامی بنائکر پیش کرتی ہے۔ اس لئے وہ داخلی تنوع کو بوجھ سمجھتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ نسلی قومیتوں کی جگہ سمٹ رہی ہے۔ پاکستان متنوع ثقافتی اور نسلوں کا حامل ملک ہے اس لئے اس کی ترقی کے لئے تمام نسلوں اور ثقافتیوں کو مناسب مقام ملتا چاہئے۔ اگر آپ ان پر کوئی مخصوص شناخت تھوپیں گے تو اس کے نتائج اپچھے نہیں نکلیں گے۔

تنوع سے انکار پاکستان میں بننے والے غیر مسلموں کے لئے بھی ضرر رہا ہے۔ اگرچہ پاکستان کے غیر مسلم صدیوں سے یہاں رہ رہے ہیں مگر انہیں پھر بھی بدیلی تصور کیا جاتا ہے شرکاء نے کہا کہ انہیں نہ صرف برابری کے حقوق میر نہیں بلکہ ان کی شناخت کو پاکستانی تصور نہیں کیا جاتا۔

گروپ نے اس بات پر بھی تشویش ظاہر کی گئی کہ ثقافت کے نام پر عورتوں پر تشدد کیا جاتا ہے اس لئے ثقافت کے نام پر ایسی کمروہ روایات کی ہر گز اجازت نہیں دی جاسکتی جن کی وجہ سے عورتوں پر تشدد کیا جاتا ہے۔ کوئی کہے کہ یہ ہماری ثقافت ہے، ہر گز قابل قبول نہیں ہے۔ صرف وہی ثقافت قابل قبول ہو گی جس کا اظہار ثابت ہو گا۔

## تعلیمی اصلاحات

2 مئی 2017 کو نویں ورکنگ گروپ کا جلاس ہوا جس نے اس بات پر غور و غوض کیا کہ تعلیم کیسے انہا پندی کے خاتمے میں مدد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ گروپ نے کہا کہ تعلیم کے شعبے میں اصلاحات ہی انسداد انہا پندی ہے۔ گروپ نے

اس سلسلے میں کئی ایک طریقہ کارپر تبادلہ خیالات کیا۔ تعلیمی اصلاحات کے ذریعے حقیقی معنوں میں ایک پڑھا لکھا معاشرہ ابھرے گا۔

گروپ نے اس بات پر تشویش ظاہر کی کہ ملک میں ایک ہی وقت میں کئی طرح کے نظام ہائے تعلیم رائج ہیں۔ سرکاری، انگریزی، دینی، امیروال کے اور غربیوں کے، جو جتنی حیثیت رکھتا ہے اس کے پھوپھو کے لئے ویسے ہی ادارے موجود ہیں۔ اس طرح ملک میں فرقہ وارانہ بنیادوں پر بھی ادارے کام کر رہے ہیں۔ ہر تعلیمی ادارے سے مختلف اذہان کے طبلاء نکل رہے ہیں۔ جن کے نظریات بھی نہ صرف مختلف ہیں بلکہ بعض صورتوں میں متصادم بھی ہیں۔

آئین کے آرٹیکل A-25 کے تحت مفت تعلیم ریاست کی ذمہ داری ہے جسے پورا نہیں کیا جا رہا۔ اگرچہ اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد تعلیم کا شعبہ صوبوں کو تفہیض کر دیا گیا ہے مگر ایک شریک گفتگو نے کہا کہ اس کا جائزہ لیا جانا چاہیے کہ اس کے اثرات کیا نکلے ہیں۔ جو لوگ پڑھے لکھے نہیں ہیں ان میں انتہا پسندی نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نصاب طلباء کو انتہا پسندی کی جانب راغب کرتا ہے اس نے طلباء سمجھتے ہیں کہ انتہا پسند جو پچھ کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں دو مضامین ایک اسلامیات اور دوسرا مطالعہ پاکستان کی مثالیں دی گئی ہیں کہ ان کا از سر نوجائزہ لیا جائے۔ ان مضامین میں پاکستان کے توعے کے حوالے سے کئی خلاصہ موجود ہیں۔ غیر مسلموں کو بھی یہ مضمون پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور بعض تاریخی واقعات بھی اسلامی بناؤ کر پڑھائے جاتے ہیں جن میں دوسری جانب کا نقطہ نظر شامل نہیں ہے۔ ہمارے تمام روں ماذلز جگلی ہیں۔ اس نے جیران نہیں ہونا چاہئے کہ صفتِ اؤں کے تعلیمی اداروں میں عسکریت پسندوں کے بارے میں نرم گوشہ موجود ہے۔ شرکاء نے کہا کہ نصاب توعے سے خالی ہے اس نے ایسی قوی شاخت کو فروع دیا جائے جو تمام طبقات کو ساتھ لے کر چلے۔ مساوی حقوق کی ضمانت کے طور پر قومیت کو فروع دیا جائے۔

ایک شریک گفتگو نے کہا کہ سائنس کا بچلپر و گرام جسے 2000 میں روشناس کرایا گیا اس میں خالصتاً سائنسی مضامین کو تو فروع دیا گیا مگر سماجی علوم کو نظر انداز کر دیا گیا۔ گروپ نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ مدرسہ اصلاحات کا کیا بنا۔ اس سلسلے میں نئے سرے سے کوششیں کی جائیں کیونکہ ماضی کی تمام کوششیں بے کار گئیں۔ عسکریت پسندی سے متاثرہ علاقوں میں جو سکول و کالج تباہ ہوئے ہیں انہیں دوبارہ تعمیر کیا جائے اور وہاں لڑکیوں کی تعلیم کو تحفظ دیا جائے۔

## داخلی سلامتی اور اس کے لئے پالیسی فریم ورک

دسویں درکنگ گروپ کا اجلاس 3 مئی 2017 کو ہوا۔ جس میں انہتا پسندی کے داخلی سلامتی پر اثرات کا جائزہ لیا گیا۔ گروپ نے کہا کہ پاکستان کی داخلی سلامتی کو کئی طرح کے خطرات درپیش ہیں۔ جن میں عسکریت پسندوں کی جانب سے دہشت گردی سب سے بڑا چیلنج ہے۔ ان میں سے بعض عام زندگی میں واپس آنا چاہتے ہیں اور بعض آخوند متنک لٹنا چاہتے ہیں۔ گروپ نے کہا کہ ان خطرات کے مقابلہ کی سطح محدود ہے۔ ریاست صرف طاقت کو ہر مسئلے کا حل سمجھتی ہے۔ فوج جسے سب سے آخر پر استعمال کیا جانا چاہئے اسے سب سے پہلے استعمال کیا جا رہا ہے۔ سولین ادارے بھی پکڑ حکڑ کی کارروائیوں تک محدود ہیں۔ شرکاء نے کہا کہ انسدادِ دہشت گردی کے نام پر کئی ایسے افراد کو پکڑ لیا گیا ہے جو عسکریت پسندی ترک کر کے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ نارمل زندگی گزار رہے تھے۔ حکومت کے اقدامات میں عسکریت پسندوں کی واپسی کے بارے میں کچھ شامل نہیں ہے لیکن اس بارے میں پالیسی ناگزیر ہے۔ گروپ نے کہا کہ ایک ایسی مکمل داخلہ پالیسی بنائی جائے جو تمام چیزوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے روڈ میپ فراہم کرے۔ حکومت ہر حملے کے بعد وقتی رد عمل دینے کی بجائے مکمل داخلہ پالیسی کا اعلان کرے۔

**گروپ 1: نہیں فکر اور تنازعات کا حل 20 مارچ 2017**



**گروپ 2: عسکریت پسندوں کی وابستگی اور بحثی، 27 مارچ 2017**



**گروپ 3: قوی مکالے کی ضروریات اور معابرہ عمرانی کے خدوخال، 3 اپریل 2017**





گروپ 4: نیشنل ایکشن پلان پر عمل در آمد، 10 اپریل 2017



گروپ 5: قانون شہریت اور حکمرانی، 17 اپریل 2017



گروپ 6: نوجوانوں کی شمولیت اور انہا پسندی کا تدارک، 18 اپریل 2017



گروپ 7: زرائج ابلاغ کا انہا پسندی کے تدارک میں کردار، 24 اپریل 2017



گروپ 8: ثقافتی تنوع اور تکشیریت، 25 اپریل 2017





گروپ 9: تعلیمی اصلاحات، 9 مئی 2017



گروپ 10: داخلی سلامتی اور اس کے لئے پالیسی فریم ورک، 3 مئی 2017



انہا پسندی کا خاتمے کے لئے منعقدہ دس ورکنگ گروپ کے موضوعات اور شرکاء کی تفصیلات

## گروپ 1: مذہبی فکر اور تنازعات کا حل

20 مارچ 2017

گروپ نے مذہبی بنیادوں پر مشتمل بیانے پر زور دیا جو رہ انہا پسندی میں معاون ہو

1۔ ڈاکٹر سید جعفر احمد، سابق چیئرمین ایراسٹڈی سنٹر کراچی یونیورسٹی

2۔ شاقب اکبر، ابصیرہ ٹرست اسلام آباد

3۔ ڈاکٹر حسن الامین، ڈائریکٹر اقبال ریسرچ اینڈ ڈائیلائر سینٹر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

4۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز، سابق وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی

5۔ علامیہ سید احمد یوسف بنوری، پرنسپل جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری تاؤن کراچی

6۔ مولانا عبدالحق ہاشمی، جماعتِ اسلامی بلوجستان

7۔ قاضی جاوید، ڈائریکٹر انٹی ٹیوٹ آف اسلامک لیکچر لاهور

8۔ ڈاکٹر خالد مسعود، سابق چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل

9۔ خورشید ندیم، کالم نگار و اینکر پرسن

10۔ ڈاکٹر راغب نعیمی، منتظم جامعہ نعیمیہ لاهور

11۔ عمار خان ناصر، ڈائریکٹر اشريعۃ اکیڈمی گوجرانوالہ

12۔ محمد عامر رانا، ڈائریکٹر پاک انٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز اسلام آباد

13۔ صاحبزادہ امامت رسول، ادارہ فکر جدید لاهور

14۔ قاری یسین نظر، منتظم جامعہ سلفیہ فیصل آباد

## گروپ 2: عسکریت پسندوں کی ولایتی اور بھائی

27 مارچ 2017

### گروپ نے کا عدم تنظیموں کے عسکریت پندوں کی واپسی اور بحالی کی مختلف تجاویز پر غور کیا

- 
- 1۔ لیفٹینٹ جزل (ر) مسعود اسلام، سابق کمانڈر پشاور
  - 2۔ خالد عزیز، سابق چیف سیکرٹری خیبر پختونخواہ
  - 3۔ بر گیڈ بیر (ر) محمد فیاض، ماہر سیکورٹی امور لاہور
  - 4۔ افراسیاب خنک، سابق سینیٹر
  - 5۔ طارق کھوسہ، سابق آئی جی
  - 6۔ ڈاکٹر خالد مسعود سابق چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل
  - 7۔ سید عارفین مہدی، صحافی کراچی
  - 8۔ خورشید ندیم، کالم ڈگار وائیکنگ پرسن
  - 9۔ طارق پروین، سابق سربراہ انیکلنا
  - 10۔ محمد عامر رانا، ڈائریکٹر پاک انٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز
  - 11۔ لیفٹینٹ جزل (ر) امجد شعیب، دفاعی تحریک نگار

### گروپ 3: قومی مکالمے کی ضرورت اور معاہدہ عمرانی کے خدوخال

3 اپریل 2017

ملک و قوم کو پیش اہم فکری و نظری مسائل جو انتہا پسندی کے پھیلنے کی وجہ بنتے ہیں ان پر غور کیا گیا

- 
- 1۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز، سابق وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی
  - 2۔ ڈاکٹر فرزانہ باری، سربراہ شعبہ صنفی مطالعہ جات، قائد اعظم یونیورسٹی
  - 3۔ روانہ بشیر، سماجی کارکن
  - 4۔ رشاد بخاری، سماجی کارکن

- 5۔ ڈاکٹر ضیاء الحق، ڈاکٹر یکٹھر جزل اسلامک ریسرچ انٹی ٹیوٹ، انٹر نیشنل اسلامک پیونیورسٹی اسلام آباد
- 6۔ حارث خلیق، شاعر و کالم نگار
- 7۔ افراصیاب خنک، سابق سنیٹر
- 8۔ راحت ملک، سیاسی مبصر بلوچستان
- 9۔ خورشید ندیم، کالم نگار و اینکر
- 10۔ ڈاکٹر اغب نعیمی، منتظم، جامعہ نعیمیہ لاہور
- 11۔ علامہ نیاز حسین نقوی، جامعہ المنتظر لاہور
- 12۔ ڈاکٹر اے ایچ نیز، ماہر تعلیم
- 13۔ یاسر پیرزادہ، کالم نگار
- 14۔ محمد عامر رانا، ڈاکٹر یکٹھر پاک انٹی ٹیوٹ فار پیس ٹڈیز
- 15۔ ڈاکٹر عجاز احمد صدیقی، دارالعلوم کراچی
- 16۔ سبوخ سید، سنیٹر صحافی

#### گروپ 4: نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد

10 اپریل 2017

تمام اداروں کے باہمی اشتراک سے نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کیسے موثر بنایا جائے  
اس حوالے سے گروپ نے تبادلہ خیال کیا

- 1۔ خالد عزیز، سابق چیف سیکرٹری خبر پختو نخواہ
- 2۔ سنیٹر فرحت اللہ بابر، پاکستان پبلز پارٹی
- 3۔ امیاز گل، فاعی تجزیہ نگار
- 4۔ روف حسن، چیف ایگزیکٹو بجینل پیس انٹی ٹیوٹ
- 5۔ عبداللہ خان، ماہر قومی سلامتی
- 6۔ افراصیاب خنک، سابق سنیٹر اے این پی

- 7 طارق کھوسمه، سابق آئی جی پنجاب
- 8 طارق پروین، بانی سربراہ نیکشا
- 9 یاسر پیرزادہ، کالم نگار
- 10 محمد عامر رانا، ڈائریکٹر پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس ٹیڈیز
- 11 شیم شاہد، سینئر صحافی پشاور
- 12 لیھنیٹ جزل (ر) امجد شعیب، دفاعی تحرییز نگار
- 13 ڈاکٹر فرحان زادہ، سیکورٹی محقق
- 14 شہزادہ ذوق القرآن، صدر کوئٹہ پریس کلب

## گروپ 5: آئین، شہریت اور حکومت

17 پریل 2017

گروپ نے اس بات پر غور کیا کہ کیا آئین، شہریت اور انتظامیہ کا انتہا پسندی کے پھیلنے میں کوئی کرادہ ہے اور اس کے تدارک کے لئے کیا حکمت عملی ہو سکتی ہے۔

- 
- 1 بیرونی شہزادہ اکبر، وکیل، ڈائریکٹر فاؤنڈیشن فار فنڈا میٹل رائٹس
  - 2 خالد عزیز، سابق چیف سیکرٹری خبر پختو نخواہ
  - 3 ڈاکٹر یعقوب بنگش، ڈائریکٹر سینئر فار گورنمنس اینڈ پالیسی انفار میشن ٹیکنالوجی لاہور
  - 4 محمد اسماعیل خان، پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس ٹیڈیز
  - 5 افراسیاب بخت، سابق سینئر اے این پی
  - 6 حمیرہ مفتی، ڈائریکٹر جزل ایس آئی، نیکشا
  - 7 ڈاکٹر نیاز مرتضی، ایگزیکٹو ڈائریکٹر انسپاڑنگ پاکستان
  - 8 خورشید ندیم، کالم نگار و اینکر پرسن
  - 9 عمار خان ناصر، اشیعہ اکیڈمی گوجرانوالہ

- 10۔ ڈاکٹر اے ایچ نیز، ماہر تعلیم
- 11۔ غازی صلاح الدین، کالم نگار و میڈیا ماہر
- 12۔ ڈاکٹر فرحان زاہد، محقق سلامتی امور

## گروپ 6: نوجوانوں کی شمولیت اور انتہا پسندی کا تدارک

2017 اپریل

شرکانے نوجوانوں میں شدت پسندی کے رجحانات کے خاتمے کے لیے مختلف تجاویز پر غور کیا

- 
- 
- 1۔ مبشر اکرم، ڈولپمنٹ پرو فیشن
  - 2۔ شوکت عزیز، صدر فناٹیو تھہ آر گنائزیشن
  - 3۔ علی بابا، شاعر ادیب
  - 4۔ فرزانہ باری، نیشنل نسٹی ٹیوٹ آف جینڈر سٹڈیز قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد
  - 5۔ رومانہ بشیر، ڈائریکٹر پیس اینڈ ڈولپمنٹ فاؤنڈیشن
  - 6۔ رشاد بخاری، سماجی کارکن
  - 7۔ فرمان بیگ، صحافی
  - 8۔ خورشید ندیم، کالم نگار و اینکر پرسن
  - 9۔ سعیدہ دیپ، چیئر پرنس انٹی ٹیوٹ فار پیس اینڈ سیکولر سٹڈیز
  - 10۔ عبداللہ دایو، فریڈریچ ایبرٹ سٹٹنگ
  - 11۔ روی دیوانی، آل پاکستان ہندو کو نسل
  - 12۔ محمد اسماعیل خان، پاک انٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز
  - 13۔ پنڈت چنانال، نمائندہ ہندو کمیونٹی

- 14۔ کرشن لال، نمائندہ ہندو کو نسل
- 15۔ تصور مجید، سٹی کانچ ملتان
- 16۔ عثمان پیرزادہ، چیئرمین مظفر آباد یونیورسٹی کو نسل
- 17۔ یونس قاسمی، اقبال انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ایلائگ، انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی
- 18۔ مجتبی راظھور، پیس ایڈیشن فاؤنڈیشن
- 19۔ ضیاء الرحمن، صحافی کراچی
- 20۔ میمونہ سعید، صحافی ملتان
- 21۔ عون ساہی، بیورو چیف 24 نیوز
- 22۔ حنا سلیم، سماجی کارکن بہاولپور
- 23۔ گلبجیر سنگھ، نمائندہ سکھ کمیونٹی لاہور
- 24۔ سبوخ سید، ایڈیٹر آئی بی سی اردو
- 25۔ عصمت وزیر، ایکٹر پرن خیری وی
- 26۔ شمرین وزیر، نائب صدر فاتح یونیورسٹی
- 27۔ محمد ذیشان ظفر، برگ آر گنائزیشن فاری یونیورسٹی و پیمنٹ

### گروپ 7: ذرائع ابلاغ کا انتہا پسندی کے تدارک میں کردار

24 اپریل 2017

گروپ نے غور کیا کہ میڈیا کا انتہا پسندی کے خاتمے میں کیا کردار ہو سکتا ہے۔

- 
- 
- 1 ماہم علی، چیئرمین
  - 2 ڈاکٹر قبلہ ایاز، سابق واکس چانسلر پشاور یونیورسٹی
  - 3 سحر بلوج، صحافی کراچی

4۔ اختر بلوج، بلا گر کراچی

5۔ ڈاکٹر فیض اللہ جان، استاد پشاور یونیورسٹی

6۔ افراسیاب خنک، سابق سنیٹر اے این پی

7۔ شماں خان، ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن

8۔ وسعت اللہ خان، صحافی وایکنر

9۔ خرم مهران، ترجمان پیٹی اے

10۔ شاہد محمود ندیم، اجوکہ تھیڑ لاہور

11۔ عمار خان ناصر، الشریعہ آکیڈمی گجرانوالہ

12۔ محمد عامر رانا، ڈائریکٹر پاک انٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز

13۔ غازی صلاح الدین، کالم نگار و میدیا یاہر

14۔ سلیم شاہد، سینیٹر صحافی کوئٹہ

15۔ محمد زیر، ہمرا

16۔ محمد ضیاء الدین، سینیٹر صحافی

## گروپ 8: ثقافتی تنوع اور تکشیریت

25 اپریل 2017

گروپ نے انتہا پسندی کے خاتمے میں ثقافتی سرگرمیوں کے کردار پر غور کیا

1۔ بلاں احمد، ریڈیو صحافی

2۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز، سابق واکس چانسلر پشاور یونیورسٹی

3۔ فرزانہ باری، سربراہ انٹی ٹیوٹ آف جینڈر سٹڈیز قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد

4۔ رشاد بخاری، ماہر امور سماجیات

- 5۔ عبد اللہ دائیو، ایف ای ایس پاکستان
- 6۔ سعیدہ دیپ، سماجی کارکن
- 7۔ افراسیاب خنک، سابق سینئر اے این پی
- 8۔ مکیش کمار، ٹی وی پر وڈیو سر
- 9۔ خورشید ندیم، کالم رگار وائیکر
- 10۔ اے اچ نیز، ماہر تعلیم
- 11۔ اکبر نو تیزی، صحافی
- 12۔ محمد عامر رانا، ڈائریکٹر پاک انسٹی ٹیوٹ فار میں سٹڈیز
- 13۔ مجتبی محمد اٹھور، پیس ایڈیشن بیوک شن فاؤنڈیشن
- 14۔ فوزیہ سعید، ڈائریکٹر جزل لوک ورثہ
- 15۔ سلیم شاہد، صحافی
- 16۔ ماروی سرمد، نمائندہ سول سوسائٹی
- 17۔ ندیم عمر تارڑ، ڈائریکٹر نیشنل کالج آف آرٹس
- 18۔ عرفان احمد عرفی، ادیب

### گروپ 9: تعلیمی اصلاحات

2017ء میں

پاکستان میں انتہا پسندی کے خاتمے میں تعلیم کیا کردار ادا کر سکتی ہے، اس گروپ نے اس پر تفصیلی تبادلہ خیالات کیا۔

- 1۔ ڈاکٹر عامر عبد اللہ، اسلامی مفکر
- 2۔ ڈاکٹر سید جعفر احمد، کراچی یونیورسٹی
- 3۔ ڈاکٹر حسن الامین، ڈائریکٹر اقبال ریسرچ ایڈڈائیلائگ سینٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
- 4۔ ذہرالرشد، ماہر تعلیم
- 5۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز، سابق وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی

- 6۔ یعقوب بن گش، تاریخ دان
- 7۔ رومانہ بشیر، سماجی کارکن
- 8۔ اظہر حسین، تعلیمی کارکن
- 9۔ رشاد بخاری، ماہر امور سماجیات
- 10۔ افراسیاب خنک، سابق سینئر اے این پی
- 11۔ ڈاکٹر خالد محمود، استاد گلگت بلتستان
- 12۔ اے ایچ نیز، ماہر تعلیم
- 13۔ عمر اور کرنی، سماجی کارکن
- 14۔ محمد عامر رانا، ڈائریکٹر پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس سندیز
- 15۔ روینہ سہگل، ماہر تعلیم

## گروپ 10: داخلی سلامتی اور اس کے لئے پاکی فریم ورک

3 مئی 2017

داخلی سلامتی کو در پیش چلنجوں سے کیسے نمٹا جائے؟ بالخصوص پُر تشدد انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے کیا حکمتِ عملی اختیار کی جائے؟ اس حوالے سے غور کیا گیا

- 
- 1۔ لینھنینٹ جزر (ر) مسعود اسلم، دفاعی تجربیہ نگار
  - 2۔ سید عارفین، صحافی کراچی
  - 3۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز، سابق واکس چانسلر پشاور یونیورسٹی
  - 4۔ رشاد بخاری، ماہر امور سماجیات
  - 5۔ زاہد حسین، سیاسی تجربیہ نگار
  - 6۔ افراسیاب خنک، سابق سینئر اے این پی

- 7۔ طارق کھوسہ، سابق آئی جی پنجاب
- 8۔ لیفٹیننٹ جزل (ر) طاعت مسعود، دائمی تجزیہ نگار
- 9۔ ڈاکٹر خالد مسعود، سابق چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل
- 10۔ عمار خان ناصر، الشریعہ الکیڈی می گوجرانوالہ
- 11۔ محمد عامر رانا، ڈائریکٹر پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس ٹڈیز
- 12۔ ماروی سرمد، نمائذہ سول سو سائٹی
- 13۔ ڈاکٹر سمیل تاجک، سیکورٹی ماہر
- 14۔ فیاض طورو، سابق آئی جی پولیس
- 15۔ فرحان زاہد، سیکورٹی ماہر
- 16۔ ایم ضیاء الدین، سینئر صحافی
- 17۔ ضیاء الرحمن، صحافی کراچی

شرکت پیوستگی قومی بیانیہ  
مذہبی رہنمای امن  
تحفظ  
بنیادی انسانی حقوق قومی چارٹر برائے امن  
پارلیمنٹ ثقافتی نیشنل ایکشن پلان  
مفاهمت اور حقائق کی کھوج تنوع  
پاکستانی زبانیں نیشنل ایکشن پلان  
مغرب اور مسلمانوں کے درمیان مکالمہ  
نظام انصاف انسدادِ شدت پسندی  
عسکریت پسندوں کی بحالی آئین  
میڈیا کے ضابطے مدارس کے ضابطے  
قومی مکالمہ مساوی شہریت  
ثقافتی میلے عسکریت پسندوں کی واپسی



PAK INSTITUTE FOR PEACE STUDIES (PIPS)